هفت روزه
23
4
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء
قیمت ۴ آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍ قَالَ سَاَلْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَةً لِلْمُقِیْمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

شریح بن ہانی نے کہا میں نے علیؓ بن طالب سے موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھا پس کہا حضرت علیؓ نے کہ مدت مقرر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (موزوں) پر مسح کی (مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات۔

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَهُنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَةً اِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّیْهِ اَنْ یَّمْسَحَ عَلَیْهِمَا رَوَاهُ الْاَثْرَمُ فِیْ سُنَنِهٖ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَالدَّارَ قُطْنِیُّ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ هُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَهٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی۔

ابی بکرہؓ کہتے ہیں کہ اجازت دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن اور تین رات کی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی جبکہ پہنے ہوں موزے وضو کرکے دونوں موزوں پر مسح کرنے کی (اثرم۔ ابن خزیمہ دارقطنی خطابی نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اِذَا کُنَّا سَفْرًا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰکِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

صفوان بن عسالؓ کہتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے کہ تین دن اور تین رات تک اپنی موزوں کو پاؤں سے باہر نہ نکالو۔ مگر جب کہ ناپاک ہو جاؤ اور غسل واجب ہو جائے لیکن پاخانہ پیشاب اور سونے کے بعد موزے نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالرَّاْیِ لَکَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰی بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلٰی ظَاهِرِ خُفَّیْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ مَعْنَاهُ۔

علیؓ کہتے ہیں۔ اگر دین رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا۔ اوپر مسح کرنے سے اور تحقیق دیکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے اوپر موزے کے۔

مٹی پاک ہے

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا کَصُفُوْفِ الْمَلٰئِکَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حذیفہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت دیئے گئے ہیں۔ ہم دوسری امتوں کے لوگوں پر تین چیزوں میں ایک، تو بنائی گئیں۔ ہماری صفیں (نماز میں) مثل صفوف ملائکہ کے، دوسرے بنائی گئی ساری زمین ہمارے لئے مسجد، تیسرے بنائی گئی ساری زمین کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی جبکہ ہم کو پانی نہ ملے

تیمم کا حکم

عَنْ عِمْرَانَ قَالَ کُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ یُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ یَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْكَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّهٗ یَکْفِیْكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

عمرانؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سفر میں تھے کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پس نماز سے جب فارغ ہوئے تو اچانک آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو الگ بیٹھا ہوا تھا۔ اور لوگوں کے ساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اے فلاں شخص کس چیز نے روکا تجھ کو کہ تو لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھے اس نے عرض کیا میں ناپاک تھا۔ اور غسل کے لئے پانی نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر تیرے لئے مٹی ہے۔ یعنی تیمم کر وہ کافی ہے تجھکو۔

مٹی پاک ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْیُمِسَّهٗ بَشَرَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَیْرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ نَحْوَهٗ اِلٰی قَوْلِهٖ عَشْرَ سِنِیْنَ۔

ابی ذرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاک مٹی پاک کرنے والی ہے مسلمان کو اگرچہ نہ پائے وہ پانی کو دس برس پس جب پانی کو پائے تو اس سے دھوئے بدن کو پس یہ بہتر ہے۔

تیمم کا حکم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَیْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِی الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُهُمَا الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ وَّلَمْ یُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ اَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْ اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَاَتْكَ صَلٰوتُكَ وَقَالَ لِلَّذِیْ تَوَضَّاَ وَاَعَادَ لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی النَّسَائِیُّ نَحْوَهٗ وَقَدْ رَوٰی هُوَ وَاَبُوْ دَاؤُدَ اَیْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ مُّرْسَلًا۔

ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ دو شخص سفر کو روانہ ہوئے نماز کا وقت ہوگیا اور ان کے پاس پانی نہ تھا پس دونوں نے پاک مٹی پر تیمم کیا۔ اور نماز پڑھ لی پھر وقت ہی کے اندر پانی مل گیا۔ پس ان میں سے ایک شخص نے تو وضو کرکے نماز لوٹالی۔ اور دوسرے نے نہیں لوٹائی پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا پس جس نے نماز نہیں پھیری تھی۔ اس سے آپ نے فرمایا تو نے سنت پر عمل کیا۔ اور تیری نماز کافی ہوگئی اور جس نے وضو کرکے نماز پڑھ لی تھی۔ اس سے فرمایا تجھ کو دوگنا ثواب ملے گا

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۴ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء شمارہ ۳۷

نمائندہ حکومت کا خواب

کراچی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے صدر مملکت نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حکومت تیزی سے اس بات کی تیاری کر رہی ہے کہ ملک میں ایک نمائندہ حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ ملک کا آئین تیار کرنے کے لئے بہترین دماغوں پر مشتمل ایک کمشن مقرر کیا جائے گا اس کمشن کی سفارشات منظوری کے لئے ملک کے سامنے رکھی جائیں گی۔ اگر ملک نے انہیں قبول کر لیا تو پھر آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرائے جائیں گے اور یہ سارا کام دو تین سال کے اندر ختم ہو جائیگا۔

صدر مملکت نے متوقع آئین کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کی تیاری میں دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ پہلی یہ کہ وہ ملک کے لئے موزوں ہو۔ دوسری یہ کہ اس سے سیاسی عدم استحکام پیدا نہ ہو۔

ہمیں صدر مملکت کی نیت پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ آئین کے متعلق انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کا اس میں ذکر نہیں ہوگا۔ ہمیں یہ بھی امید نہیں کہ وہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات دو تین سال کے اندر کرا سکیں اوّل تو آئینی کمشن کے تقرر کے بارے میں ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ منسوخ شدہ آئین کے ماتحت جو لا کمشن مقرر کیا گیا تھا اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نیا آئین کمشن مقرر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اگر سابقہ لا کمشن کو اپنی سفارشات مکمل کرنے کے لئے پانچ سال کا عرصہ درکار تھا تو وہ کمشن جس کی ابھی تک تشکیل ہی نہیں ہوئی اپنا کام دو تین سال میں کیونکر ختم کر سکے گا اور پھر صدر مملکت کے اعلان کے مطابق اس دو تین سال کے عرصہ میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات بھی کرائے جائیں گے گویا کہ آئینی کمشن کو صرف ایک دو سال کے اندر اندر اپنی سفارشات مکمل کر کے حکومت کو پیش کرنی ہونگی ظاہر ہے کہ یہ کام صرف الہ دین کے طلسمی چراغ ہی کے ذریعہ اتنے قلیل عرصہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

سابقہ حکومت نے جو انتخابی کمشن مقرر کیا تھا اس نے کئی مرتبہ حکومت کو علی الاعلان کہا تھا کہ [illegible] کرانے [illegible] انتخابات کرانے کے لئے کمشن کو کم از کم ایک سال درکار ہے۔ ان حالات میں ہمیں نمائندہ حکومت کا قیام ایک خواب ہی معلوم ہوتا ہے جو شاید کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔

بھارت کی دورنگی

حال ہی میں آل انڈیا کانگرس کا جو اجلاس ناگپور میں منعقد ہوا ہے اس کی جو روئیداد اخبارات میں آئی ہے وہ بڑی دلچسپ ہے۔ بھارت کی خارجہ پالیسی کے متعلق جو ریزولیشن اجلاس میں پیش کیا گیا اس میں پاکستان کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن اس کے باوجود بھارت کے بعض راہنماؤں نے پاکستان کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا اس پر بھارت کے وزیر اعظم نے پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے متعلق جو اپدیش دیا ہے اس کا اگر بین السطور مطالعہ کیا جائے تو وزیر اعظم اپنی پاکستان دشمنی میں بھارت کے دوسرے نیتاؤں سے کسی طرح بھی پیچھے نہیں رہے۔ ہم نے جہاں تک بھارتی راہنماؤں کی ذہنیت کا مطالعہ کیا ہے اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ سب کے سب پاکستان کے دشمن ہیں ان میں سے ایک گروہ تو کھلم کھلّا اپنی پاکستان دشمنی کا اظہار کرتا رہتا ہے اور دوسرا گروہ بظاہر اپنے آپ کو پاکستان کا خیر خواہ ظاہر کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ بھی پاکستان کا دشمن ہے اس کے ثبوت میں کشمیر اور نہری پانی کے تنازعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کے راہنما اکثر اوقات اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ ان دونوں تنازعات کے منصفانہ حل کے بغیر پاکستان اور بھارت کے درمیان خوشگوار تعلقات کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس غیر مبہم اعلان کے باوجود کسی بھارتی راہنما نے آج تک ان مسائل کے حل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بھارت کے وزیر اعظم کشمیر کے مسئلہ کو الجھانے کے خود ذمہ دار ہیں اور ان کے وزیر آبپاشی کی طرف سے ۱۹۶۰ء میں پاکستان کو نہری پانی سے محروم کر دینے کی دھمکی اُن کے ان مگرمچھ کے آنسوؤں کی جو انہوں نے کانگرس کے اجلاس میں بہائے ہیں قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے برخلاف پاکستان کے راہنما کتنے بھولے بھالے ہیں کہ وہ فوراً بھارت کی طرف سے دوستی کا جو اعلان بھی ہوتا ہے اس کا خیر مقدم کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

بھارت اگر سچے دل سے پاکستان کی دوستی کا خواہاں ہے تو اُسے جلد از جلد کشمیر اور نہری پانی کے تنازعات کو طے کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کشمیر کے معاملہ میں تمام آزاد ممالک بھارت کے رویّے کی مذمت کر چکے ہیں بھارت کو اپنا موجودہ رویّہ بدلنا چاہئے تاکہ دونوں ممالک ایک دوسرے کی مدد سے دنیا میں امن بحال کر سکیں اس کے بغیر بھارت کے راہنماؤں کی کوئی پیش کش قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

ثقافت؟

حکومت پاکستان کے محکمہ خزانہ کے سکرٹری نے یونیورسٹی اورینٹل کالج کے ۸۹ ویں یوم تاسیس کے موقعہ پر جو صدارتی خطبہ دیا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے " اگر ہم نے اپنی ثقافت کو نہ اپنایا تو پھر پاکستان نہیں رہے گا بلکہ اس ملک کا کچھ اور نام ہوگا کیونکہ ہم نے یہ ملک اپنی ثقافت کی نشوونما کیلئے بنایا تھا۔" یہاں تک تو ہم سکرٹری صاحب کے خیالات سے متفق ہیں۔ لیکن آگے چل کر انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اُن کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ آگے چل کر کہتے ہیں " ثقافت سے فرسودہ روایات اور پرانی اقدار مراد نہیں بلکہ ثقافت سے زندگی اور جدّت مراد ہے کیونکہ جس ثقافت میں حرکت کا عنصر نہیں وہ مردہ اور بے جان ہے " یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ان سے صاف طور پر ترشح ہو رہا ہے کہ ہماری حکومت کے سربراہ ہمیں کس ڈگر پر لے جانا چاہتے ہیں ان کے نزدیک اسلامی ثقافت رقص و موسیقی سینما اور لہو و لعب کے دوسرے سازوسامان کا نام ہے۔ آج سے چودہ سو سال پیشتر جس ثقافت کی بنیاد ارض مقدس میں ڈالی گئی تھی وہ ان کے نزدیک مردہ اور بے جان ہے۔ جن روایات پر مسلمان کو ناز ہے ان کے متعلق ایک مسلمان افسر کے یہ خیالات ان کی اسلام سے عدم واقفیت کی غمازی کر رہے ہیں۔ ہم اس نوع کے صدارتی خطبات کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے غیر ذمہ دار افسروں کو [illegible] لگام دے۔

باقی صفحہ ۱۰ پر

عبدالرحیم جاوید

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

تیری ہستی شمع حق پر تھی فدا پروانہ وار
تُو حقیقت میں تھا شیدائے حبیب کردگار

روز و شب جام مئے وحدت سے تو مخمور تھا
لذّتِ جور و ستم میں تو بہت مسرور تھا

تجھ کو تھا موسیٰ صفت سودائے نورِ کبریا
تیرا طورِ جسم تھا جلووں سے جل کر رہ گیا

تھی اذاں تیرا ترانہ بے خودی تیری نماز
عشقِ حق میں تھا سراپا پیکرِ سوز و گداز

سینۂ سوزاں میں تھا تیرے نہاں فطرت کا نُور
تیری آنکھوں پر عیاں تھے جلوہ ہائے کوہِ طُور

بیگماں عشّاق میں ملتا نہیں تیرا جواب
تیری ہستی غیرتِ صد ماہتاب و آفتاب

تو ہُوا ہے بزمِ ہستی میں کچھ ایسا کامیاب
تھی حبیبؐ کبریا کی تجھ پہ نگہِ انتخاب

اللہ اللہ اس جہاں میں تو وہ تھا مردِ وحید
ساقیٔ کوثر نے دی تھی جس کو جنّت کی نوید

قلب میں روشن تھی تیرے شمعِ عشقِ مصطفےٰ
زندگی تیری سراپا مشعلِ راہِ ہُدیٰ

عبدالرحیم جاوید

پیامِ سحر

سحر کا ہے وقت اے مسلماں تو اُٹھ کے وقفِ نماز ہوجا
تُو اپنے سر کو خُدا کے در پر جُھکا کے گردن فراز ہوجا

تو چھیڑ دے سازِ قلبِ مضطر کو اپنے مضرابِ بندگی سے
حدیثِ سوز و گداز کہ دے جہاں میں مانندِ ساز ہوجا

اگر ہے بیدار قلب تیرا تُو دیکھ ربِ جہاں کے جلوے
رضائے حق میں تو خود کو گم کر دے اور محوِ نیاز ہوجا

خدائے واحد کی بارگاہ میں جُھکا جبینِ نیاز اپنی
تمام دُنیا کے سرکشوں سے مسلماں تُو بے نیاز ہوجا

نہیں ہے کیا بارگاہِ حق میں تو مانگ جو کچھ بھی مانگتا ہے
خزانے لٹتے ہیں رحمتوں کے تُو اور دامن دراز ہوجا

یقیں ہے جاویدؔ تیرے قدموں پہ سارے اہلِ جہاں جھکیں گے
تُو ہو کے مستِ شرابِ وحدت فدائے میرِ حجاز ہوجا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۶ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اِنسان کی بُری عادتوں میں سے ایک عادت ظلم ہے

انسان جب بدقسمتی سے ظلم پر کمربستہ ہو جائے تو پھر اُس کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی نکل جاتا ہے

پھر تب ہوش آتی ہے جب عذابِ الٰہی سر پر آجاتا ہے۔ مگر اُس وقت پھر کیا ہو سکتا ہے

ظلم سے مراد بے انصافی ہے۔ یعنی جس سے انصاف کے نقطۂ نگاہ سے جو تعلق رکھنا چاہیئے تھا اس کے خلاف برتاؤ کرنے کا نام ظلم ہے

ظالم انسان اللہ تعالےٰ پر ظلم کرنے سے بھی نہیں شرماتا

انسان کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ سورہ السجدہ رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ وہی چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا زبردست مہربان ہے۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے بنائی۔ پھر اس کے اعضا درست کئے۔ اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنایا تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

اس معاملہ میں انسان کا ظلم

مذکورۃ الصدر آیات سے ثابت ہو گیا۔ کہ انسان کا بنانے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انسان ایسا ظالم ہے کہ اس ایک اللہ تعالےٰ کے سوا اوروں کو بھی خدائی کا رتبہ دے دیتا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔ اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔ اور اُنہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں۔ اور موت اور زندگی اور دوبارہ اُٹھنے کے بھی مالک نہیں۔

آپ نے انسان کا ظلم دیکھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ جو انسان کے بنانے میں وحدہٗ لاشریک لہٗ تھا۔ ظالم انسان نے ایسے انسانوں کو بھی خدا کی خدائی میں شامل کر لیا۔ جو خود اللہ تعالےٰ کے بنائے ہُوئے تھے۔ اور وہ بھی ایسے ہی بے بس تھے۔ جس طرح یہ تھا۔ اے ظالم انسان تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس بے مثل و بے نظیر خُدا کے ساتھ اس کی مخلوق کو بھی خُدائی کا درجہ دے دیتا ہے۔ اے ظالم انسان اگر تیری حاصل کردہ چیز (جو تم نے محنت اور مشقت کر کے حاصل کی ہو۔ مثلاً مکان بنایا ہو یا کوئی زرعی زمین خرید کی ہو) اس میں اگر کوئی دوسرا شخص دعویدار بن بیٹھے۔ تو تم برداشت کر سکتے ہو کہ ہاں بھائی اگرچہ تمہارا دعوےٰ تو غلط ہے۔ مگر تمہارے کہنے سے مَیں وہ اپنی ساری جائداد یا اس کا کچھ حصہ طیب خاطر سے تمہیں تمہارے دعوےٰ کی بناء پر دیدیتا ہوں۔ اے ظالم انسان اپنی مملوکہ جائداد میں تو تم سردھڑ کی بازی لگا دوگے اور اس ظالم کو ایک انچ زمین کا نہیں دوگے۔ تو کیا پھر تم۔ خدا کی خدائی کے حصے بخرے کرنے میں کوئی جواز کی صورت بتلا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کا حق جو تم پر ہے اس حق میں غیر کو کیوں شریک کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہو۔ اے ظالم انسان یاد رکھ۔ اور خوب یاد رکھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اے ظالم انسان جب تم نہیں چاہتے۔ کہ تمہاری بیوی غیر کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کا اظہار کرے یا اس سے مانگے تو کیا اللہ تعالےٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ کہ تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھے اور اپنی حاجتوں کے لئے دوسروں کے دروازوں پر جائے۔ اور مُنہ بنا کر یا رو کر مُنہ دکھائے۔ اے ظالم انسان ہوش میں آ۔ اور محض اپنے خالق اور مالک اور قادرِ مطلق کا بندہ بن کر رہ۔ جو تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ظالم انسان کا دوسرا ظلم

ملاحظہ ہو۔ کہ شاہنشاہ حقیقی عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ تو قرآن مجید کو مندرجہ ذیل القاب سے یاد فرمائے۔

۱

(وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ) الآیہ سورہ حٰم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں۔ کیا عجمی کتاب اور عربی رسول؟ کہدو یہ ایمانداروں کے لئے راہ نما اور شفا ہے۔ راہنما اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ تک پہنچنے کے لئے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ یہ عاجز کہا کرتا ہے۔ کہ راہ رو (یعنی جانے والا) ہے مسلمان۔ اور راہ نما (راستہ دکھانے والا) ہے۔ قرآن۔ اور اس راہ رو کی منزل مقصود ہے۔ دربارِ رحمٰن۔ ہاں اس راہ نما کی راہنمائی کا کوئی نمونہ دیکھنا چاہیں تو وہ سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللھم اجعلنا من اتباعہ۔ آمین ثم آمین۔

۲

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا) سورہ بنی اسرائیل ع ۱ پ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

آپ خود اندازہ

لگالیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں قرآن مجید کی کتنی تعریف فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو قرآن مجید کی یہ عظمت اپنے دل پر لکھ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر سب مسلمانوں کے دل میں

قرآن مجید (جو ایک علمی کتاب ہے) کی یہ عظمت ہوتی۔ تو کیا سب کو اس کے پڑھنے اور سمجھنے کا اشتیاق نہ ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کے کمال کو فقط وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اس کے پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

جب یہ عاجز ۱۹۱۷ء کی ابتدا میں لاہور آیا تھا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسی لائن والی مسجد (جہاں آج کل درس قرآن مجید ہو رہا ہے) میں مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے توفیق دی۔ کہ میں نے قرآن مجید کے دو درس صبح اور شام کو شروع کر دیئے۔ صبح کا درس عام احباب کا ہوتا تھا۔ جس میں ہر قسم کے مسلمان (تجارت پیشہ۔ زراعت پیشہ۔ ملازمت پیشہ) شریک ہوتے تھے۔ اور نماز مغرب کے بعد کے درس میں فقط تعلیم یافتہ طبقہ (گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ) شامل ہوتے تھے۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۱۷ء کا ہے۔ ان دنوں دہلی دروازہ کے باہر کوتوالی میں ایک کوتوال صاحب متعین تھے ماشاء اللہ وہ بڑے ہی پکے دیندار اور متشرع مزاج آدمی تھے۔ وہ روزانہ صبح کے درس میں بھی شامل ہوتے تھے اور شام کے درس میں بھی اگر آج کل زندہ ہیں تو ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دُنیا کی ہر تکلیف سے بچائے اور ہر طرح کی برکتیں عطا فرمائے اور اگر وفات پاگئے ہیں تو اللہ تعالےٰ میری طرف سے اُن کے حق میں یہ دُعا قبول فرمائے۔ کہ ان کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔ وہ صبح کی نماز مسجد لائن والی میں آکر پڑھتے تھے۔ اور درس کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ درس سے فارغ ہوکر کوتوالی میں جاتے تھے۔ وہ مجھے فرماتے تھے۔ کہ مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ برکت ہے۔ کہ درسِ قرآن سے فارغ ہوکر جب میں کوتوالی جاتا ہوں اس کے بعد ہی سپرنٹنڈنٹ صاحب آتے ہیں (ان دنوں سپرنٹنڈنٹ انگریز تھا) یہ کبھی نہیں ہُوا۔ کہ میری غیر حاضری میں وہ آئے ہوں۔

ایک دن فرمانے لگے

کہ میں رات کو بازار میں جا رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ لائن والی مسجد میں کس غرض سے جایا کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قرآن مجید کا درس سُننے کے لئے جاتا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں سوائے قصّوں کے اور رکھا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب آئندہ میں آپ کو مولوی صاحب کہکر نہیں پُکاروں گا۔ (ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ قرآن مجید کے متعلق اتنی ناواقفیت اور پھر مولوی صاحب یعنی دین کے عالم کہلائیں۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ اکثر مولوی صاحبان قرآن مجید میں غور و تدبّر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ ان کتابوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور پڑھانا چاہیں تو پڑھا بھی سکتے ہیں جنہیں غور سے پڑھتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کو نہ اچھی طرح سے خود سمجھتے ہیں۔ نہ پڑھا سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے

کہ تقریباً چونتیس پینتیس سال سے مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام رمضان شریف میں میرے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ چونکہ یہ حضرات تمام علوم متداولہ سے فارغ شدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے عاقل را اشارہ کافی است۔ تین ماہ کے اندر قرآن مجید کے مضامین کو بیان کرنے کی وہ صلاحیت ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بآسانی انسان کے ہر شعبۂ حیات میں قرآن شریف کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ظالم انسان کا تیسرا ظلم

حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین

واقعہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حضرات اپنی اپنی قوم کے تمام افراد میں سے سب سے بڑھ کر شریف۔ سب سے بڑھ کر دیندار۔ سب سے بڑھ کر دیانتدار۔ سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ سے ڈرنے والے۔ سب سے بڑھ کر خدا کو یاد کرنے والے۔ سب سے بڑھ کر بارگاہ الٰہی میں مقبول۔ سب سے بڑھ کر بارگاہ الٰہی میں محبوب۔ سب سے بڑھ کر انسانوں کے خیرخواہ ہوتے تھے۔ ان تمام صفات مذکورہ میں اپنی قوم میں آپ ہی نظیر ہوتے تھے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود ہر قوم اور ہر دور کے ظالم انسانوں نے ان حضرات کو ستایا۔ اور ایسا ستایا کہ کسی انسان کو ایسا نہیں ستایا گیا ہوگا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَى الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

ترجمہ - سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء علیہم السلام پر آتی رہیں - پھر جوں جوں کوئی شخص للّٰہیّت اور صلاحیت میں ان کے مشابہ ہوتا رہا - اسی قدر اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے -

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا + اگرچہ ان لوگوں نے ایک پیغمبر کو جھٹلایا تھا - چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد ہیں - اس لئے ایک پیغمبر کا جھٹلانا گویا سب کا جھٹلانا ہے -

سزا کی دھمکی

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ

کہنے لگے اے نوحؑ اگر تو باز نہ آیا - تو ضرور سنگسار کیا جائے گا -

پیغمبر کی توہین کے باعث عذاب الٰہی

میں مبتلا کر کے سب کو غرق کر دیا گیا -

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے - بچا لیا - پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (آدم علیہ السلام کے بعد) نوح علیہ السلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں - جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے - گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے - تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں - کہا جا سکتا ہے کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں - مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں - تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء کی تکذیب کرنا ہے - بہر حال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے بعد دس قرن ایسے گزرے - کہ ساری اولاد آدم، کلمۂ توحید پر قائم تھی - بُت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہو گیا - جن کے نام ود - سواع - یغوث - یعوق - نسر تھے جو سورہ نوح میں مذکور ہیں - لوگوں نے ان کی تصویریں بنا لیں - تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے - کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے - حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی - اور یہ بُت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے - جب بُت پرستی کی وبا پھیل گئی - تو حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا - انہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقویٰ کی طرف بلایا - اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا - مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی - اور کوئی بات نہ سُنی - آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا - اور جیسا کہ نوحؑ نے دُعا کی تھی - " ربّ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا - " کوئی کافر عذاب الٰہی سے نہ بچا - بستانی نے دائرۃ المعارف میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں - "

ہود علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا - جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا - کہ تم کیوں نہیں ڈرتے - البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں - پس اللہ سے ڈرو - اور میرا کہا مانو -

قوم کا جواب

(قَالُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ - کہنے لگے تو نصیحت کرے یا نہ کرے ہمارے لئے سب برابر ہے - یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے - اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا - پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا - تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا - البتہ اس میں بڑی نشانی ہے - اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے -

حضرت صالح علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ - قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا - کیا تم ڈرتے نہیں - میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں - پس اللہ سے ڈرو - اور میرا کہا مانو -

قوم کا جواب

(قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ الآیہ) سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ - کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے - تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی - پھر ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا - اور سب کے سب جھٹلانے والے ہلاک ہو گئے -

حضرت لوط علیہ السلام کی توہین

(كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ - لوطؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب انہیں ان کے بھائی لوطؑ نے کہا - کہ تم ڈرتے نہیں - میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں - پس اللہ سے ڈرو - اور میرا کہا مانو -

قوم کا جواب

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ - کہنے لگے اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکال دیا جائیگا - تمہیں اپنی بستی سے دیس بدر کر دینگے -

نتیجہ - پیغمبر وقت کا کہا نہ ماننے اور اپنی ہٹ پر قائم رہنے کا یہ نتیجہ نکلا -

(فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ - پھر ہم نے اسے اور اس کے

کننے کو بچا لیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا۔ پھر ڈرائے ہوؤں پر بُرا مینہ برسا۔

بالآخر

سوائے معدودے چند افراد کے جو لوط علیہ السلام پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ باقی سب کے سب صفحہ ہستی سے ذلّت کی موت سے ہلاک کر دیئے گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام پر ظلم

(كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۚ)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیبؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا ظالمانہ جواب

(قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۙ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۚ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۗ) سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (قوم کے لوگ) کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے۔ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے اگر تو سچا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس بدبخت قوم کا مطالبہ منظور فرما لیا

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر اُسے جھٹلایا۔ پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قوم کے حق میں تحریر فرماتے ہیں۔ "متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظُلّہ۔ صیحہ۔ رجفہ۔ تین طرح کے عذاب آئے۔

یعنی اول بادل نے سایہ کر لیا جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا۔ ابن کثیر"۔

سید المرسلین خاتم النبیین پر ظلم

(مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝) سورہ القلم رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔ اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے۔ اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔ پھر عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ اور وہ بھی دیکھ لینگے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ بیشک آپ کا رب ہی خوب ...

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "مشرکین مکہ حضورؐ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے۔ جو یک بیک قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں۔ جن کو کوئی نہیں مان سکتا۔ حق تعالےٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپؐ کی تسلّی فرمادی۔ یعنی جس پر اللہ تعالےٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں۔ جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثلاً اعلےٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت و دانائی کی باتیں مخالف موافق کے دل میں اس قدر قوی تاثیر اور اتنے بلند اور پاکیزہ اخلاق کیا اسے دیوانہ کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں۔ دُنیا میں بہت دیوانے ہوتے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلح گزرے ہیں جن کو ابتداءً قوم نے دیوانہ کہکر پکارا ہے۔ مگر قلم نے تاریخی معاملات کا جو ذخیرہ بطون اوراق میں جمع کیا ہے۔ وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں اور ان دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین آسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دُنیا کے تمام جلیل القدر اور اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاء و دوام کی مہر ثبت کی اور ان مجنون کہنے والوں کا نام و نشان باقی نہ چھوڑا۔ قریب ہے کہ قلم اور اس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپؐ کے ذکر خیر اور آپؐ کے بیمثال کارناموں اور علوم و معارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھے گی۔ اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔ اور وقت آئیگا جب ساری دُنیا آپؐ کی حکمت و دانائی کی داد دے گی۔ اور آپؐ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کرے گی۔ بھلا خداوند قدوس جس کی فضیلت و برتری کو ازل الآزال میں اپنے قلم نور سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا۔ کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون و مفتون کی پھبتیاں کس کر اس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو۔ پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے۔"

آخری دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنی میں احترام کریں تاکہ بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اس قبولیت کی برکت سے ہماری دُنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم

پہلا

(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) الآیہ سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

دوسرا

(وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ) الآیہ

سورہ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم

پہلا

(عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ متفق علیہ

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میری عمدہ خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کی پھر (کون مستحق ہے) آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے (تیسری مرتبہ) عرض کی۔ پھر کون مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر (چوتھی مرتبہ عرض کی) پھر کون۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ پھر آپ نے فرمایا) اس کے بعد جو تیرا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔

دُوسرا

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے (یہ بددُعا کا کلمہ ہے) اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے۔ عرض کی گئی۔ کس کی یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے دونوں ماں باپ کو یا ایک کو ان میں سے بڑھاپے میں پایا۔ پھر بہشت میں داخل نہیں ہوا۔

مثلاً

والدین کی خدمت کر کے ان سے دُعا نہیں لی۔ یا خدانخواستہ ان کو ناراض کر کے اُلٹا ان کے دل سے اس کے حق میں بددُعا نکلتی رہی۔

ماں باپ پر ظلم

کرنے والے آج کل تو اکثر ایسے ہی ناعاقبت اندیش پائے جاتے ہیں۔ ان کو مذہبی تعلیم تو دی نہیں جاتی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں میں انگریز نے مذہبی تعلیم بالکل اُڑا دی تھی۔ اس لئے عموماً موجودہ نسل کے دلوں میں ماں باپ کی خدمت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ حالانکہ ماں باپ کی رضا طلبی اسی طرح فرض عین ہے جس طرح اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پنجوقتہ نماز فرض عین ہے۔ اور ماں باپ کی حق تلفی اسی طرح گناہ کبیرہ ہے جس طرح نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور جس طرح تارک نماز کی سزا دوزخ ہے۔ اسی طرح ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے کی سزا دوزخ ہے۔

ایک استثنا

ماں باپ کی فرمانبرداری میں فقط ایک شرط ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کسی حکم کی مخالفت کرنے کے لئے مجبور کریں تو ایسے معاملہ میں ان کی مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں ان کی بات کو ہرگز نہ مانے۔

اولاد پر ظلم

برادران اسلام! اولاد کے متعلق ماں باپ پر فقط اتنا ہی فرض نہیں ہے۔ کہ ان کو کھلائیں پلائیں۔ تاآنکہ وہ خود کما کر کھانے پینے کے قابل ہو جائیں۔ اولاد کے متعلق اتنی خدمت تو پرندے۔ چرندے بلکہ درندے بھی کرتے ہیں۔ کیا کتّی اپنے بچوں کو دُودھ نہیں پلاتی اور کیا بھیڑیے کی مادہ اور شیر کی مادہ اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی جب تک کہ بچے خود شکار کر کے نہ کھا سکیں۔

ماں باپ کا خصوصی فرض

یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اپنی اولاد کو وہ کام بھی سکھائیں اور وہ کام اللہ تعالےٰ کی بندگی ہے۔ جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ٥ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ٥)

سورہ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں۔ کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ہے۔ زبردست طاقت والا ہے۔

صاف طور پر ثابت ہُوا

مذکورۃ الصدر آیات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مسلمان ماں باپ کا فرض ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم ضرور دلائیں۔ ورنہ قیامت کے دن اسی جرم کے سبب سے بھی یہ لوگ مجرم ہو جائیں گے۔ اور یہی اولاد بجائے اس کے کہ ان کے حق میں صدقہ جاریہ بن کر نجات کا باعث بنتی (اگر اولاد کو دین کی تعلیم دی جاتی۔ تو اولاد کی نیکیوں کا اجر ماں باپ کو بھی ملتا) اب یہی اولاد ماں باپ پر لعنت ڈالنے کی اللہ تعالےٰ سے درخواست کرے گی۔

لعنت کا مطالبہ

(یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ٥ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ٥ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ٥) سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

شیخ الاسلام نے دُنیاوی نقطۂ نگاہ سے بزرگوں (مثلاً ماں باپ) اور مذہبی غلط راہ نماؤں کو دائرہ لعنت میں داخل کر دیا

ان کا ارشاد ملاحظہ ہو

مذکورۃ الصدر آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس وقت حسرت کریں گے۔ کہ کاش ہم دُنیا میں اللہ اور رسول کے کہنے پر چلتے۔ تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ یہ شدّتِ غیظ سے کہیں گے۔ کہ ہمارے ان دُنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دے کر اور جھوٹ فریب کہکر اس مصیبت میں پھنسوایا۔ ان ہی کے اغوا پر ہم راہِ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دی جاتی ہے تو ان کو دوگنی سزا دیجئے۔ اور جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہیئے۔ گویا ان کو دُگنی سزا دلوا کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہیں گے۔"

مَیں کہا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے واقفیت کرانے والی مذہبی تعلیم تو لڑکوں اور لڑکیوں کو دلوانی ماں باپ کا فرض عین ہے۔ تاکہ اولاد کی عاقبت والی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ وہ تو

سنور جائے۔ اس کے بعد اگر کوئی ذریعہ معاش بھی اولاد کو سکھادیں۔ جس کے باعث عزت سے روٹی کما کر کھا سکیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض روٹی کما کر کھلانے کی تعلیم نہ بھی دے سکیں۔ تو جب بیٹے کو بھوک ستائے گی۔ بیوی بچوں کے اخراجات کا بوجھ پڑیگا تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش ضرور تجویز کرلیں گے۔ اور اگر دین کی تعلیم نہ دی تو اغلب یہ ہے کہ مرتے دم تک انہیں دینی تعلیم کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ پھر اس کی ضرورت کا احساس قبر ہی میں جاکر ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بیوی پر ظلم

قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے (وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مردوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے زندگی بسر کرو۔ اکثر انسان میں بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اگر عورت میں کوئی کمزوری بھی ہو تو حتی الوسع اس کو نظر انداز کرو۔ اور ان سے اچھا نباہ کرو۔ کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسی عورت میں تمہارے لئے دُنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی لکھی ہو۔

مگر اللہ تعالی کی اس نصیحت

کے باوجود بکثرت ہر جگہ آپ کو ایسے واقعات نظر آئیں گے کہ خاوند بیویوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کوئی تو باوجود وسعت کے بیویوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کئی ایسے ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں۔ کہ بیوی گھر میں ہے۔ اور لین دین کا تعلق کسی اور جگہ رکھا ہُوا ہے۔ کئی ایسے بھی بدبخت ہوتے ہیں کہ بیویوں کو اُن کے ماں باپ کے ہاں بٹھا رکھا ہے۔ نہ آباد کرتے ہیں اور نہ طلاق دیتے ہیں۔

کوتاہ اندیشوں

اس قسم کے کوتاہ اندیشوں سے کہتا ہوں۔ کہ یاد رکھو۔ کہ اگر ناجائز طور پر بیویوں کو ستاؤ گے۔ تو یہ مت سمجھو۔ کہ ان کا والی وارث کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان مظلوموں دل آزاری کرنے کے باعث ایک ایک منٹ کا تم سے حساب لیں گے۔ اور تمہیں اس ظلم کی سزا دیں گے۔

اے ظالم خاوند تو اپنے ظلم کا اندازہ لگالے

مثلاً جب تم نے اپنی بیوی کو ماں باپ کے گھر بٹھا رکھا ہے۔ نہ تو آباد کرتا ہے۔ اور نہ طلاق دیتا ہے۔ تو اس مظلومہ کا دل تو دُکھتا ہے۔ اس کی ماں کا دل دُکھی ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کے باپ کا دل دُکھتا ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کی بہن کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے بھائی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے دادا کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ اس کی دادی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اے ظالم خاوند تو سوچ لے۔ کہ کتنے مظلوموں کی آہیں تیرے خلاف لحظہ بہ لحظہ بارگاہِ الٰہی میں جا رہی ہیں۔ پھر تو خود ہی سوچ لے۔ کہ قیامت کے دن تیرا ٹھکانا بہشت میں ہوگا یا دوزخ میں۔

سیدھا راستہ

ایسے موقعوں پر صاف اور سیدھا راستہ یہ ہے۔ کہ اگر بیوی رکھنی ہے۔ تو خوش اسلوبی سے رکھو۔ اور اگر رکھنا نہیں چاہتے تو طلاق دیدو۔

اے ظالم خاوند اللہ تعالیٰ کا حکم سُن

(وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (عورتوں کو) تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا۔ وہ اپنے اُوپر ظلم کریگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر ظالم توبہ کی تین شرائط کو مدِّنظر رکھ کر توبہ کرے

تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے

اس کا ثبوت

(فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی۔ اور اصلاح کرلی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

تین شرطیں

توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی گزشتہ گناہ پر نادم ہونا۔ دوسری اس گناہ سے فوری دستبرداری۔ تیسری آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ ثقافت صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ ثقافت صفحہ ۳ سے آگے

ان افسروں کے لئے ہم بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ اے اللہ! جب آپ نے ان کو مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا فرمایا ہے تو ان کو ایمان اور اسلام کی دولت سے بھی مالا مال فرمادے تاکہ ان کا وجود اسلام کے لئے باعث ننگ و عار نہ ہو۔ بلکہ وہ اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت کرکے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۵، رجب المرجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ عالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اہل اللہ کی صحبت کے سوا انسان کی اصلاح نہیں ہو سکتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد:۔ عرض یہ ہے اور میں یہ ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اس اجتماع کا مقصد کیا ہے۔ چونکہ ہر جمعرات کو بعض احباب نئے ہوتے ہیں اس لئے مجھے ہر بار اس کا مقصد عرض کرنا پڑتا ہے۔ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اور آپ کو اس دنیا سے انسان کامل بنا کر اٹھائے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد اس کو پیدا کرنے والے (اللہ تعالےٰ) نے خود بیان فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (سورہ الذریٰت رکوع ۳ پ ۲۷) (ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے) عبدیت کا پروگرام اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً آسمان سے نازل فرماتے رہے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کو اس پروگرام کا عملی نمونہ بنا کر مبعوث فرماتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں عبدیت کا پروگرام فقط قرآن مجید ہے اور اس کا عملی نمونہ فقط حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے فطرۃ سلیمہ تو عطا فرما دی ہے لیکن عبدیت کے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے اس کو ہادی کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ سوائے انسان کے اللہ تعالےٰ ہر جاندار کو براہ راست اس کی زندگی کا پروگرام القاء فرماتے ہیں کسی کو ہادی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں مثال کے طور پر میں مرغی کا ذکر کیا کرتا ہوں۔ عورتیں جب مرغی کو انڈوں پر بٹھاتی ہیں تو وہ بھول جاتی ہیں کہ بچے کب نکلنے ہیں۔ لیکن مجال ہے مرغی بھول جائے وہ پورے اکیس دن بیٹھتی ہے۔ اگر اس کے بعد بھی بچے نہ نکلیں تو پھر نہیں بیٹھتی۔ وہ پورے اکیس دن معتکف ہوتی ہے۔ کھانا تھوڑا کھاتی ہے۔ بیٹھ باہر کرتی ہے اور جلدی واپس انڈوں پر آ بیٹھتی ہے کہ انڈے ٹھنڈے نہ ہو جائیں بعض اوقات عورتیں انڈے زیادہ بھی رکھ دیتی ہیں اگر پندرہ انڈے اس کے نیچے آ سکتے ہیں اور بیس رکھ دیئے جائیں تو جو باہر رہ جاتے ہیں ان کو وہ اپنی چونچ سے نیچے کرتی ہے۔ پھر دوسری طرف سے باہر نکل جاتے ہیں تو ان کو نیچے لاتی ہے۔ غرضیکہ وہ بیچاری دن رات اسی مصیبت میں گرفتار رہتی ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی چونچ سے انڈوں کا اپریشن بھی کرتی ہے۔ ہم اگر انڈے کو توڑ کر بچہ نکالیں تو وہ مر جاتا ہے لیکن مرغی جب تو اپریشن کر کے نکالتی ہے تو نہیں مرتا وہ فوراً اس کو اپنے پروں کے نیچے لے لیتی ہے۔

میں نے ایک اور تماشہ بھی دیکھا ہے۔ پہلی عالمگیر جنگ کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اسیر مالٹا کے سلسلہ میں سازش کا جو مقدمہ انگریز نے بنایا تھا اس میں مجھے بھی گرفتار کیا گیا تھا۔ کئی جگہ مجھے رکھا گیا۔ جالندھر جیل میں بھی رہا ہوں اور جالندھر اسٹیشن کے متصل جو حوالات تھی اس میں بھی کافی عرصہ رہا ہوں وہاں دروازہ کے اوپر فاختہ کا گھونسلہ تھا جس میں اس نے انڈے دے رکھے تھے۔ انڈوں پر زیادہ مادہ ہی بیٹھتی تھی۔ لیکن جب وہ دانہ چگنے کے لئے جاتی تو نر آ کر انڈوں پر بیٹھ جاتا تھا۔ مرغی پالتو جانور ہے۔ اس کے لئے عورتیں دانہ اور پانی تیار رکھتی ہیں اس لئے اس کو ان کی تلاش میں دور نہیں جانا پڑتا۔ تھوڑا سا دانہ کھایا اور دو گھونٹ پانی پیا اور انڈوں پر آ بیٹھی۔ اس لئے مرغا انڈوں پر نہیں بیٹھتا۔ لیکن فاختہ پالتو جانور نہیں ہے اس کو دانہ اور پانی کی تلاش میں جانا پڑتا ہے۔ خدا جانے اس کو دانہ اور پانی کہاں ملیں۔ اس لئے جب مادہ دانہ چگنے جاتی ہے تو نر آ کر انڈوں پر بیٹھ جاتا ہے تاکہ وہ ٹھنڈے نہ ہو جائیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں اس کو الہام جبلی کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالےٰ الہام جبلی کے ذریعہ رہنمائی نہیں فرماتے۔ اس کو رہنمائی کے لئے ہادی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کو جب تک ہادی اس کی زندگی کا پروگرام نہ سمجھائے اس کو سمجھ نہیں آتی۔ دستور العمل حیاتِ انسانی اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً آسمان سے نازل فرماتے رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اس دستور العمل کو انسانوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ آخری دستور العمل قرآن مجید ہے۔ اور اس کا عملی نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کو ہادی سمجھائے سورہ البقرہ کی ابتداء میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔ الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ، ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

اس میں اللہ تعالےٰ قرآن مجید کو راہ نما فرما رہے ہیں راہ نما راہ رو کے لئے ہوتا ہے اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ راہ نما ہے قرآن۔ راہ رو ہے مسلمان منزل مقصود ہے دربار رحمٰن۔ انسان جبلی طور پر رہنمائی حاصل نہیں کرتا اس کو صحبت کی ضرورت ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اس کو اُن لوگوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے کا حکم دیا ہے جن کی زندگی کا نصب العین صرف اللہ تعالےٰ کی رضا ہے۔ فرماتے ہیں:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاج الآیہ (سورہ الکہف ع ۴ پ ۱۵) (ترجمہ تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے)

کسی نے فارسی میں کہا ہے ؎

بے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

اس قسم کے اللہ کے بندوں کی صحبت میں آتے رہنے سے رنگ چڑھ جائے گا اسی لئے حکم دے رہے ہیں کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی صحبت میں پابند رکھ جن کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اُن کی زندگی کا نصب العین نہ بڑے سے بڑا سیٹھ بننا ہے نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا اور نہ سرکاری ملازمت میں گریڈ بڑھانا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب محبوب اور مقصود ہے۔ پہلے وَاصْبِرْ فرمایا اور اُس کے بعد تاکید مزید فرماتے ہیں:۔ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ یعنی تو اپنی نگاہ دوسری طرف اُٹھا کر نہ دیکھنا کہ یہ بڑا زمیندار بن گیا ہے تو میں بھی بڑا زمیندار بن جاؤں۔ یہ سیٹھ بن گیا ہے تو میں بھی سیٹھ بن جاؤں۔ اگر تو ادھر ادھر دیکھے گا تو ہم یہ سمجھیں گے کہ تو اللہ تعالیٰ کا طالب نہیں ہے بلکہ دنیا کا طالب ہے:

تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔

پہلا درجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہادی بہم پہنچائے۔ انسان ہادی کے دامن میں پناہ لے تو ہدایت ہوتی ہے اگر ہادی میسر نہ آئے تو انسان کا ہدایت پانا مشکل ہے۔

دوسرا درجہ ہے استقامت کا اسی لئے اللہ والے فرمایا کرتے ہیں:۔

"اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ"

(ترجمہ استقامت کی دعا کرو اور کرامت کی دعا نہ کرو، کیونکہ استقامت کرامت سے بالاتر چیز ہے) اس سے معلوم ہوا کہ کرامت کمال کی انتہا ہوتی ہے بلکہ استقامت ہے صاحب استقامت کی صحبت میں آتے جانے سے ہی رنگ چڑھ جاتا ہے گھول کر یا گھوٹ کر کوئی نہیں پلاتا۔ حسن عقیدت سے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے جو قدم اٹھایا جاتا ہے وہ خالی نہیں جاتا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے استقامت کی دعا کریں میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے نہیں ہوتے نہیں ہوتے تاکید مزید شدید کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نیتوں کا مالک ہے جس نیت سے کوئی

اللہ والوں کی صحبت میں جاتا ہے اُسی کے مطابق اللہ تعالےٰ اُس کو صلہ عطا فرماتے ہیں۔ میں اپنے مربی حضرت امروٹی رحؒ کے ہاں فقط ایک رات رہتا تھا کیونکہ میں درس کا زیادہ ناغہ نہیں کرنا چاہتا تھا مجھے معلوم تھا کہ حضرت کے پاس طیّ الارض کا وظیفہ ہے اس وظیفہ کی برکت سے ایک منٹ میں انسان خانہ کعبہ میں پہنچ سکتا ہے اور ایک منٹ میں واپس آ سکتا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت رحؒ کے پاس قصیدہ بردہ کا عمل بھی تھا اُس کو پڑھ کر جس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا جائے وہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ لیکن میں نے حضرت رحؒ سے ان کے متعلق کبھی درخواست نہیں کی کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ اسی نیت سے لاہور سے چل کر آتا ہے۔ انسان کسی کے پاس محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے آتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کا ضرور اجر دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو انسان کامل بنائے۔ انسان کامل وہ ہے جو ہر حقدار کا حق ادا کرے اور یہی قرآن مجید اور اُس کے ساتھ صحاح ستہ کی تعلیم کا خلاصہ ہے:۔

"اِعْطَاءُ کُلِّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ"

جب تک انسان صحبت میں نہ آئے یہ چیز پیدا نہیں ہوتی محض کتابیں پڑھنے سے یہ رنگ نہیں چڑھتا۔ اللہ والوں کی صحبت ہی میں یہ رنگ چڑھتا ہے کہ انسان پر جس کا جو حق ہے اُس کو محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ادا کرے۔ پہلے انسان اپنی مرضی سے ہر کام کرتا ہے اور صحبت میں آنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر کرتا ہے انسان کی تکمیل یہ ہے کہ تابع رضائے الٰہی ہو جائے اور اس کی ہستی فنا ہو جائے۔ "میں" نہ رہنے پائے۔ اگر ہستی فنا نہ ہو تو پھر انسان اسطرح کی باتیں کرتا ہے کہ بیوی مجھے ستائے تو میں کیوں اس سے سلوک کروں، بھائی مجھے ستائے تو میں کیوں نہ ستاؤں، جب اللہ والے ہستی مسل دیتے ہیں تو پھر انسان یہ سوچتا ہے کہ کوئی مجھے ستائے یا نہ ستائے میں کسی کو ہرگز نہ ستاؤں، تاکہ بارگاہ الٰہی میں مجرم نہ ہو جاؤں ہر فن کے باکمال کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے اس کا عکس پڑتا ہے جو حضرات اللہ تعالےٰ کی رضا میں فنا ہوتے ہیں، ان کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہونا سیکھ جاتے ہیں۔ رضا الٰہی میں فنا ہونے کا اعلان قرآن مجید میں یوں آیا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔)

جب تک ایسی صحبت میں نہ جائے ہستی فنا نہیں ہوتی، میں حضرت دین پوری رحؒ کا ایک واقعہ عرض کیا کرتا ہوں، ان کا ایک ہمسایہ تھا پہلے وہ دادا پیر رحؒ کا مرید تھا۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت دین پوری سے متعلق رہا لیکن کسی وجہ سے وہ حضرت سے ناراض ہو گیا اور تقریباً ۳۰، ۳۵ سال حضرت رحؒ کے خلاف مقدمہ بازی کرتا رہا، میں عقیدت کی بنا پر نہیں، بلکہ بصیرت سے کہتا ہوں کہ حضرت رحؒ کا درجہ بڑے بڑے اولیاء کرام سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ حضرت رحؒ کے خدام میں سے کسو کی سنڈوق سے اس شخص کا کتا مر گیا۔ اُس نے حضرت پر دعویٰ دائر کر دیا کہ آپ نے میرا کتا مار ڈالا ہے، پولیس حضرت کو جانتی تھی، اس لئے اس شخص کو تنگ کرنے کے لئے اس سے کہتی کہ کتا اٹھا کر لاؤ تاکہ اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے، کئی دن متواتر وہ کتا اٹھا کر لے جاتا رہا اور پولیس اسی سے اس کے گوشت کو چیرا دلواتی تھی تاکہ رپورٹ مکمل ہو جائے کہ کہاں کہاں چھرّے لگے ہیں، ایک مرتبہ اس شخص نے سرکاری زمین سے ایک درخت کاٹ لیا، پولیس نے اُسے گرفتار کر لیا، حضرت کو جب اس کی گرفتاری کا پتہ چلا تو آپ نے سفارش فرمائی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت رحؒ نے فرمایا کہ اس کو ضرورت ہو گی، اس لئے درخت بھی دلا دیا، حضرت رحؒ نے کبھی اُسے کچھ نہیں کہا، ایک مرتبہ حج کے لئے جانے لگے تو خود چل کر اس کے ہاں تشریف لے گئے اور اس سے معافی مانگی جب حج سے واپس آئے تو اس شخص نے حضرت رحؒ کی دعوت کی، سارے متعلقین کا خیال تھا کہ وہ حضرت رحؒ کو کھانے میں زہر دے دیگا۔ اس لئے سب نے اس دعوت کے منظور کرنے کی مخالفت کی، لیکن حضرت رحؒ نے منظور فرما لی، میں حضرت رحؒ کے حضور میں ادب سے بیٹھتا تھا اور کبھی اونچی آواز سے بات نہیں کرتا تھا یہ چیز صحابہ کرام سے چلی آ رہی ہے صحابہ کرام رضؓ نبی اکرم رضؐ کے حضور میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ والے مردم شناس ہوتے ہیں وہ ہر شخص کو سمجھتے ہیں کہ یہ کس رنگ میں ہے۔

میرا مطلب یہ تھا کہ صحبت سے ہی رنگ چڑھتا ہے، کتابیں پڑھنے سے رنگ نہیں چڑھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو شخص اللہ والوں کی صحبت میں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ میرے لئے جا رہا ہے پھر وہ جو کچھ دیتے ہیں وہ دوسرے کسی کے ہاں سے نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو انسان بنائے اور اس کی رضا میں فنا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے علمی طور پر قرآن مجید اور عملی نمونہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی صحبت میں بٹھائے جہاں یہ چیزیں ہمارا حال بن جائیں۔

محمد شفیع عمرالدین

بے جا تعریف

حدیث۔ لَقَدْ اَھْلَکْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَھْرَ الرَّجُلِ یَعْنِی الْمُطْرِیَ فِی الْمِدْحَۃِ۔

ترجمہ۔ البتہ تم نے اس کو ہلاک کر ڈالا۔ یا اس کی پیٹھ کاٹ ڈالی۔ یہ اس شخص کو فرمایا۔ جس نے دوسرے کی بے حد تعریف کی۔

(مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم)

الحاصل مبالغہ آمیز مدح و تعریف اور خوشامدانہ باتیں کرنے والا خود تو جھوٹ کا مرتکب بنتا ہے اور دوسرے کو تکبّر اور غرور اور گھمنڈ میں ڈالنے کا باعث بنتا ہے۔ غرور و تکبّر کا نتیجہ بربادیٔ دین ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک شخص نے جب تعریف کی تو آپ نے اس کے مُنہ میں مٹی جھونک دی۔ کیونکہ آپ کو اپنی تعریف سننا سخت ناپسند تھا۔ (از مہاجرین حصہ دوم)

یہ خاصہ اللہ والوں کا ہے کہ وہ اپنی تعریف کے ہرگز خواہشمند نہیں ہوتے۔ بلکہ گمنام زندگی ان کے لئے باعث مسرت اور اطمینان قلب ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اور مخلوق کی واہ واہ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بے سمجھ دُنیا دار نے ایک اہل اللہ کو کہا کہ حضرت آپ کو تو ادھر کوئی جانتا تک ہی نہیں۔ کیونکہ اس اللہ والے کے کان خوشامدانہ باتوں کے عادی نہ تھے۔ مبالغہ آمیز باتوں کا زہر اپنے کانوں کے ذریعہ قلب تک پہنچانے کا عادی نہ تھا اس لئے اس نے فوراً جواب دیا ؎

گفت او گرمی نداند عامیم　　خویش من نیک بیدانم کیم

یعنے یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔ لوگ مجھے کیوں جانیں۔ مَیں تو ایک معمولی آدمی ہوں۔ مجھے اپنی حالت کا پورا اندازہ ہے۔

مگر عوام کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کو اول دولت و دھن جمع کرنے کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ جب چار پیسے مل گئے اور روٹی کا فکر چھوٹا تو اب اور باتیں سوجھتی ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری صحیح رہنمائی فرمائے۔ اور خوشامدانہ الفاظ کے سُننے سے ہمارے کانوں کو نا آشنا کر دے۔ آمین۔

چہل حدیث

(گزشتہ سے پیوستہ)

مرتبہ
حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب مدظلہم صدر مدرس جامعہ اشرفیہ متصل مسجد نیلہ گنبد (لاہور)

۲۳ - اَلنَّارُ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہ (بخاری)

ترجمہ - آگ سے خدا تعالےٰ ہی عذاب دے سکتا ہے - دوسروں کو نہ چاہئے[1] - یعنی تم لوگوں کو نہ چاہئے کہ کسی کو آگ میں جلاکر سزا دو بلکہ یہ خاص صفت خدا تعالےٰ کی ہے کہ وہ سزا کے لئے نار میں ڈال دیتا ہے - پس تم اگر کسی کو سزا دینی چاہو یا مار ڈالنا چاہو تو دوسری طرح مارو - لاٹھی، تلوار سے کسی طرح مارو مگر جلاؤ نہیں - مثلاً بچھو سانپ وغیرہ کو اگر مارنا چاہو تو زندہ آگ میں نہ ڈالو - دوسری طرح مار دو - بعض ظالم لوگ اپنے بچوں یا نوکروں کو کبھی کبھی سزا دینے کے لئے گرم چمٹے سے داغ دیتے ہیں اور بعض ناواقف لوگ چیونٹے کو آگ سے جلا دیتے ہیں - یہ سب حرام اور ناجائز ہے - (مسئلہ) پانی جوش دے کر چارپائی میں ڈال کر کھٹمل نہ جلانا چاہئے - دھوپ میں چارپائی ڈال کر اُس کو جھاڑ کر کھٹمل مار دینا درست ہے - بیماری وغیرہ کی سخت ضرورت میں آدمی اور جانور کے داغ لگانا درست و جائز ہے - مگر چہرہ اور سر پر جائز نہیں -

۲۴ - اذا ضرب احدکم فلیتق الوجہ (ابوداؤد)

ترجمہ - جب کسی کو مارو تو مُنہ پر نہ مارو - یعنی اگر کسی کو شرعی سزا (حد ہو یا تعزیر) دو یا اپنی اولاد وغیرہ کو ادب دینے کے لئے مارو تو چہرہ پر نہ مارو نیچے کے بدن پر مارو کیونکہ آدمی کے چہرہ کو خدا تعالےٰ نے نہایت بزرگی عطا فرمائی ہے - جس قدر حکمتیں انسان کو پاؤں سے گردن تک بنانے میں صرف ہوئی ہیں اس سے زیادہ چہرہ اور سر کے بنانے میں خدا تعالےٰ نے حکمت رکھی ہے - (مسئلہ) اپنی اولاد اور شاگردوں کو ادب دینے کے لئے مناسب طور سے مار لینا جائز ہے - لیکن چہرہ بچانا چاہئے - معلموں اور حافظوں کو اس کا ضرور خیال رہے - گھوڑے اور بیل وغیرہ پر طاقت سے زیادہ اسباب لاد کر بیدردی سے اس کو مارنا جائز نہیں - البتہ اگر سستی یا شرارت سے چلنے میں دیر کرے تو حسب عادت تھوڑا مارنا جائز ہے - لیکن سر اور مُنہ پر ہرگز نہ مارنا چاہئے - پڑھے ہوئے آدمیوں کو چاہئے کہ یکہ اور گاڑی گھوڑے والے لوگوں کو حسب موقعہ یہ مسئلے سُنا کر ثواب حاصل کریں -

۲۵ - لاصوم فی یومین الفطر والاضحیٰ (بخاری مسلم)

ترجمہ - عید اور بقرعید کا روزہ حرام ہے - دو دن کا ذکر اس حدیث میں ہے اور تین روز ان کے سوا دوسری حدیثوں سے معلوم ہو گئے - کل پانچ دن کے روزے سال بھر میں حرام ہیں - شوال کی پہلی یعنی عید کے دن ذی الحجہ کی دسؔ گیارہؔ بارہؔ تیرہؔ یعنی بقرعید اور تین دن اس کے بعد - (مسئلہ) اگر رمضان کی تیس تاریخ کو شام کے وقت بھی پختہ طور سے یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے - کہ آج عید کا دن تھا کل چاند نظر آگیا ہے تو روزہ فوراً افطار کر لینا چاہئے - یہ خیال کرنا نادانی ہے کہ اب تو تمام دن محنت کی ہے اب اپنی محنت کیوں ضائع کریں - ذی الحجہ میں پہلی تاریخ سے نویں تک روزہ رکھنا سُنت ہے - اگر پورے نو نہ ہو سکیں - تو تین چار ایک دو جس قدر طاقت ہو رکھے -

۲۶ - الطعام بالطعام مثلاً بمثل - (مسلم)

ترجمہ - غلہ کو غلہ سے برابر بیچو - یعنی اگر ایک ہی قسم کے غلہ کو اسی قسم کے غلہ سے بیچو تو دونوں طرف برابر غلہ ہونا چاہئے اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ ایک اچھا ہے ایک ناقص مثلاً اگر گیہوں کو گیہوں سے بدلنا ہو تو جس قدر دو اسی قدر لے لو یہ نہیں کہ پانچ سیر کو چھ سات سیر سے بدلو - لیکن اگر کبھی عمدہ قسم کے گیہوں سے بدلنے کا اتفاق ہو تو اپنے گیہوں کو روپیہ سے بیچ کر روپیہ لے لو - اور پھر روپیہ سے ناقص یا عمدہ جس قسم کے گیہوں چاہے خرید لو اسی طرح اور سب غلوں کو باہم بدلنے میں برابری شرط ہے البتہ اگر دو قسم کے غلہ کو بدلنا ہو تو برابر یا زیادہ کم جس طرح چاہے بدل لو مثلاً اگر گیہوں کو جو سے بدلنا ہو تو برابر یا زیادہ کم جس طرح چاہو بدل لو - چونے اور خرما اور نمک اور سونے چاندی اور لوہے تانبے کا بھی یہی حکم ہے - کہ اگر چاندی کو چاندی سے نمک کو نمک سے بدلیں تو دونوں طرف برابر ہونا چاہئے - ورنہ سود ہو جائیگا - اور سود کا گناہ اگر بہت ہی کم ہو تو اتنا ہوتا ہے جتنا ماں سے زنا کرنے میں ہوتا ہے - (مسئلہ) اگر بازار سے چاندی خریدنا ہو تو چاندی کے روپیہ کے ساتھ کچھ پیسے دیدیا کرو - مثلاً دس روپیہ کی چاندی خریدی یا زیور بنوایا تو ایک روپیہ کے پیسے دیدو - اور نو روپیہ نقد یا اگر نو آنہ کی تولہ بھر چاندی خریدنی ہو تو ایک اٹھنی چاندی کی اور ایک آنہ کے پیسے دیدو - یا بالکل پیسے ہی پیسے دیدو - اگر کبھی چاندی سونا زیور خریدنا ہو تو قیمت اسی وقت ادا کر دو - چاندی سونے کی خرید و فروخت میں قرض کرنا جائز نہیں -

۲۷ - یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ (بخاری)

ترجمہ - نسب کے علاقہ سے جس جگہ نکاح حرام ہے وہاں دودھ کے علاقہ سے بھی حرام ہے - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ایسا عمدہ قاعدہ فرما دیا ہے کہ جس سے صدہا بلکہ ہزارہا مسائل نکلتے چلے جاتے ہیں مطلب اس حدیث کا یہ ہے - کہ جیسے پیدائش اور نسب کے علاقہ سے بہت سی جگہ نکاح حرام ہوتا ہے - اسی طرح دودھ پینے اور دودھ کے علاقہ سے حرام ہو جاتا ہے - یاد رکھنا چاہئے کہ جس عورت کا دودھ کسی بچے نے اڑھائی برس کی عمر کے اندر ایک دفعہ بھی پی لیا وہ ہمیشہ کے لئے اس کی رضاعی ماں ہو گئی - اب اس عورت کی جس قدر اولاد پیٹ سے پیدا ہو جس کسی کو یہ عورت دودھ پلائے (اڑھائی برس کی عمر تک) وہ سب اس بچے پر حرام ہونگے - کسی کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوگا - بہت سے رئیسوں کے خاندان میں ایک ہی دایہ سب کو دودھ پلاتی ہے - اور پھر شادی نکاح کے موقع پر ان لوگوں میں کچھ تمیز نہیں کی جاتی ضرور خیال رکھنا چاہئے آگے پیچھے دودھ پینے میں کچھ فرق نہیں - کہ کسی نے اب دودھ پیا اور کسی نے پہلے - تشریح کے لئے مثال ہے - زید نے ایک دایہ کا دودھ پیا سات برس کے بعد اسی

---

[1] ترجمہ میں نہایت ادب ملحوظ رکھا گیا ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

دایہ کا دودھ ایک لڑکی نے پیا۔ اب اس لڑکی کے ساتھ نہ زید کا نکاح درست ہے اور نہ دودھ پلانے والی کے بیٹے کا کیونکہ یہ لڑکی ان دونوں کی رضاعی (دودھ شریک بہن) بہن ہے۔ اگرچہ دودھ ایک زمانہ میں نہیں بلکہ آگے پیچھے پیا ہے۔

۲۸- لَا آکُلُ مُتَّکِئًا (بخاری) ترجمہ۔ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ کھانا کھانے کے وقت تکیہ لگا کر نہ بیٹھنا چاہئے۔ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے۔ لیٹ کر کھانا یا ایک ہاتھ کا سہارا زمین پر لگا کر کھانا یا دیوار وغیرہ سے تکیہ لگا کر کھانا چار زانو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کھانا بلا عذر یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ اگر کوئی عذر ہو تو معافی ہے۔ عمدہ طریقہ اور مسنون یہ ہے کہ کھانے کے لئے اکڑوں بیٹھے یعنی دونوں پاؤں کھڑے کر کے بیٹھے یا بائیں زانو پر بیٹھے۔ اور دایاں زانو کھڑا رکھے۔ بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ کھانے اور پینے کے شروع میں بسم اللہ اور ختم کرنے کے بعد الحمد للہ پڑھنا چاہئے۔ شروع میں بسم اللہ یاد نہ رہے تو درمیان میں جس وقت یاد آئے بسم اللہ پڑھے۔ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مسنون اور باعث برکت ہے۔ صرف ایک ہاتھ دھونے سے سُنّت ادا نہیں ہوتی۔ جس برتن میں کھایا ہے اس کو ہاتھ سے خوب صاف کر لینا چاہئے۔ مرد ہو یا عورت چاندی سونے کے برتن میں کھانا جائز نہیں۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا نہ چاہئے۔ کچا لہسن پیاز کھانا مکروہ ہے۔ اور اگر کبھی ضرورت میں کھاؤ تو مسجد میں آنے سے پہلے مُنہ کی بدبو صاف کر لو۔

۲۹- اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکّوا العانی (بخاری) ترجمہ۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ بیمار کی بیمار پرسی کرو۔ قیدی کو چھڑاؤ۔ جب کوئی بھوکا آئے اور تم کو طاقت ہو تو اس کو کھانا کھلانا مسنون ہے۔ اور اگر ایسی حالت ہو کہ بھوک کی وجہ سے مرا جاتا ہو تو اس کو کھانا دینا واجب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خدا کے نام پر اُس کھانے میں سے دیا جائے۔ جو اپنے آپ کو بھی پسند ہو۔ بیمار کو پوچھنا اور اس کی خبر گیری کرنا حقوق اسلامی میں سے ہے۔ جس شخص کی خبر گیری کے لئے اس کے عزیز رشتہ دار وغیرہ موجود ہوں اس کی عیادت سُنّت ہے اور جس کی خبر گیری کے لئے کوئی نہ ہو اس کی خبر گیری سب مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو شخص بلا قصور قید ہو گیا ہو اُس کے چھڑانے میں حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے۔ عیادت کے لئے تھوڑی دیر بیٹھنا چاہئے۔ اتنی دیر نہ کرے کہ مریض کو یا اُس کے گھر والوں کو تکلیف ہو۔ مریض کے پاس جھگڑے قضیئے کی باتیں نہ چاہئیں بلکہ اس کی تسلی کریں۔ اور دل بہلائیں۔ اگر ضرورت ہو تو کافر کی بیمار پرسی جائز ہے۔

۳۰- اعطوا الاجیر اجرہٗ قبل ان یجف عرقہ۔ (ابن ماجہ) ترجمہ۔ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ مزدور کی اُجرت ادا کرنے میں جلدی کرو۔ جب کام پُورا ہو جائے فوراً اُجرت دیدو۔ اگر دن بھر کا مزدور ہے تو دن ختم ہونے پر اُجرت دیدو۔ اور اگر ماہانہ تنخواہ مقرر ہے تو جب مہینہ پُورا ہو جائے دیدو۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ روپیہ پاس موجود ہوتا ہے مگر صبح و شام کر کے غریب مزدور کو ٹالتے رہتے ہیں۔ اس غریب کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ نہایت مذموم عمل ہے۔

۳۱- لَقِّنُوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ (مسلم) ترجمہ۔ مرنے والے مسلمانوں کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرو۔ جس وقت مسلمان کی نزع کا وقت ہو اس کے قریب بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہئے۔ تاکہ اس کو سُن کر وہ بھی کلمہ پڑھے اور کلمہ پر خاتمہ ہو کر مغفرت ہو جائے۔ اس سے یہ نہ کہنا چاہئے۔ کہ کلمہ پڑھ کیونکہ اس میں یہ اندیشہ ہے کہ شاید وہ نزع کی شدّت میں انکار کر دے۔ اور خرابی ہو۔ بلکہ پاس بیٹھ کر اس کو سُنانا چاہئے۔ اگر زبان سے نہ کہے گا تو دل میں تو ضرور اثر کرے گا۔ **(مسائل)** آخری وقت میں مُردے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا چاہئے۔ اس سے نزع میں آسانی ہوتی ہے۔ اور چلّا کر رونا نہ چاہئے آنکھوں سے رونا بہت اچھا ہے۔ کفن میں جلدی کرنا چاہئے۔ مرد کو اپنی زوجہ کا جنازہ اُٹھانا بلا شبہ جائز ہے۔ اگر کسی تازہ مُردے کو جانور وغیرہ نے قبر میں سے نکال ڈالا اور کفن بھی نہیں رہا۔ تو از سر نو پورا کفن دینا چاہئے۔ اور اگر کئی روز کے بعد نکالا ہے تو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ قبرستان میں سورہ یٰسین پڑھنے سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ ہر جمعہ کو ماں باپ کی قبر پر سورۂ یٰسین پڑھنے سے اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت ہوتی ہے۔ قبرستان میں جا کر اپنی موت کو یاد کر کے رونا دل کو صفائی دیتا ہے۔ قبر کو سجدہ کرنے اور بوسہ دینے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ قبروں پر میلہ ٹھیلہ ناچ رنگ کرنا سخت گناہ ہے۔

۳۲- مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ (بخاری مسلم) ترجمہ۔ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ٹھیک دیکھا۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک بڑی بشارت اور خوشخبری ہے۔ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھتا ہے وہ واقع میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ شیطان لعین میری صورت میں آکر دھوکا نہیں دے سکتا۔ دوسرے آدمیوں کو خواب میں دیکھنے کے بعد تو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید شیطان اُن کی صورت میں آگیا ہو۔ مگر آپ کی نسبت یہ شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑھانے اور مسلمانوں کو دھوکا سے محفوظ رکھنے کے لئے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک میں آسکے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن کتابوں میں جو حلیہ اور صورت مبارک لکھی ہے اس میں فرق رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی دیکھنے والے کے نقصان اور قصور یا کسی اور سبب سے کبھی کسی صفت اور صورت میں فرق نظر آتا ہے۔ باقی آپؐ کی ذات میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کو زیارت ہو اس سے زیادہ خوش نصیب خوش قسمت کوئی ہو نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ کا شکر کرے اور آئندہ کی تمنا دل میں رکھ کر درود شریف کی کثرت کرے۔ اور اگر طاقت رکھتا ہو تو اس خوشی میں مال خیرات کرے۔ لیکن ہر کسی سے بیان کرتا نہ پھرے۔ ورنہ دوبارہ یہ نعمت حاصل نہ ہو گی۔ البتہ اپنے مرشد یا کسی عالم اور بزرگ یا خاص دوست سے ذکر کرنے کا مضائقہ نہیں۔ آپ کی زیارت کی ہر مسلمان کو آرزو رہتی ہے۔ اور بعض لوگ اس حسرت میں تڑپتے ہیں۔ اصل ترکیب تو اس کی یہ ہے کہ آدمی پرہیزگاری اختیار کرکے سُنّت کی پیروی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

نصیر علی قریشی جھنگ صدر

چند دوستوں کا لمحۂ فکر

اس مختصر سے مکالمے میں صرف یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ صاحب فہم و ذکا اصحاب جان لیں کہ فلم نے ہمارے معاشرے اور اخلاق کی فضا کو مکدّر کر کے رکھ دیا ہے۔ اور نئی تہذیب نے ماحول کو زہریلی فضا سے ایسا ناکارہ بنا دیا ہے۔ جس میں سانس لینا شرافت کی موت کو للکارنا ہے۔ اسی منحوس ادارہ نے ملک میں ڈکیتی۔ چوری۔ زنا۔ اغوا کی وارداتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن ان تمام بُرائیوں کے باوجود ذی ہوش لوگ بڑے فخر سے اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ کوئی ملک سنیما کے بغیر ترقی کے مراحل طے نہیں کر سکتا۔ ہماری عقل ان باشعور لوگوں کے خبط پر حیران ہے۔

مکالمے میں چار دوست نعیم۔ نسیم۔ ضیاء۔ خالد ہمارے معاشرے کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ضیاء اپنی بیٹھک میں بیٹھا کتابوں کو ترتیب سے الماری میں لگا رہا ہوتا ہے کہ خالد بھی آ پہنچتا ہے۔ تھوڑی بہت دونوں نے رسمی گفتگو کی اور خاموش ہو گئے۔ خالد اخبار کے مطالعے میں محو ہے اور ضیاء دوبارہ کتابوں کی درستی میں لگ گیا۔ کچھ دیر بعد نسیم اور نعیم جو نئی تہذیب کے متوالے ہیں آن دھمکے۔ ان کے آنے سے ایک اچھی خاصی دھما چوکڑی مچ گئی ہے۔ سلسلہ کلام اس طرح شروع ہوتا ہے۔ اور بحث کا موضوع نئی پکچر ہے۔ جو نسیم اور نعیم رات ہی دیکھ کر آئے تھے۔

نعیم۔ خالد صاحب! تاج (سنیما کا نام) پر رات آپ نے بہت انتظار کرائی۔

خالد۔ کیا بتاؤں یار میں آ ہی رہا تھا کہ ضیاء صاحب سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ اور پھر آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ سنیما کے حق میں ہی ہیں۔ (طنزیہ)

نسیم۔ ضیاء مولوی نے تو ہمارا ناک میں دم کر دیا ہے۔ جہاں دیکھو۔ جب دیکھو۔ مذہب مذہب کی رٹ لگائے رکھتے ہیں۔ جب سُنو یہی کہتے ہوئے پاؤ گے۔ کہ "ہمارا مذہب اس کو روکتا ہے۔" "اس کی اجازت دیتا ہے۔"

خالد۔ چھوڑو یار شکوے شکایت کو۔ ہاں یہ بتائیے کہ فلم کیسی رہی۔

نسیم۔ کچھ نہ پوچھئے صاحب۔ ایک ہی فلم ہے جو انڈیا نے ریلیز کی ہے۔ دلیپ کی ایکٹنگ نے فلم کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

نعیم۔ دلیپ کو تو چھوڑیئے۔ وہ تو ہے ہی لیکن گوپ نے کمال کر دیئے۔ ہر پوائنٹ پر ظرافت کا وہ مظاہرہ کرتا ہے کہ خود ظرافت بھی حیران رہ جاتی ہے۔ کچھ نہ پوچھو یار۔ وہ تو پیدائشی آرٹسٹ ہے۔

نسیم۔ مدھو بالا کا رول نہایت عمدہ رہا۔

خالد۔ کیوں نہ ہو۔ آخر مانی ہوئی ایکٹرس ہے۔ بیوٹی (خوبصورتی) ختم ہے اس پر۔ وُہ سرو قد، کمر کی لچک۔ چشم آہو اور بقول شاعر

خورشید زیر سایۂ زلف چو شام اوست
طوبیٰ غلام قد صنوبر خرام اوست

نسیم۔ واہ! واہ۔ خوب۔ خوب۔ کیا تعریف کی ہے۔ بس یہی بات ہے بالکل یہی۔ اہا ہا کیا پھول بکھیر دیئے۔

(اور شعر کو دُہراتا ہے)

(ضیاء جو مذہب کا رسیا ہے۔ جس نے نماز میں معراج کے مزے لوٹے ہوئے ہیں۔ جو دیوانہ ہے تو صرف حضورؐ کے نینوں کا اور جس کے دل و زبان صرف خدا کی حمد کی خاطر۔ اس بحث سے اُکتا کر کہتا ہے۔

ضیاء۔ چھوڑو یار کیا بھانڈوں کا ذکر چھیڑ دیا۔ جب دیکھو انہیں بھانڈوں کا ذکر جنہوں نے ملک کے اخلاق کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ خدارا! کبھی خدا کے حضور بھی سجدہ ریز ہو کر دیکھو کہ کیا لطف آتا ہے۔ کبھی رمضان میں روزے بھی رکھ کر دیکھو۔

نعیم۔ واہ مولوی صاحب! کیا بے تکی راگنی چھیڑی ہے۔ ارے صاحب! روزے تو وہ رکھے۔ جس کے گھر میں کھانے کو نہ ہو اور نماز وہ پڑھے جسے فالتو وقت مہیا ہو۔ ہمیں اپنے کاموں سے فرصت ہی کب ملتی ہے جو ان فضول باتوں میں صرف کریں۔

نسیم۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اس کے پاس آنا تو وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ یہ سارا مزا کرکرا کر کے رکھ دیتا ہے۔ مولوی صاحب! اگر نماز اتنی ہی پیاری ہے تو چھوڑو کالج والج کو۔ اور تسبیح لے کر مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ کیوں خواہ مخواہ والدین کا روپیہ ضائع کر رہے ہو۔

ضیاء۔ افسوس! آپ لوگ نماز کو تضیع اوقات تصوّر کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کا دین کے متعلق یہی نظریہ ہے۔ تو مسلمان ہونے سے صاف انکار کیوں نہیں کر دیتے۔ اے مسلمانیت کا لبادہ اوڑھ کر اور خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرنے والو۔ اگر تم میں ہمّت ہے تو صاف اعلان کیوں نہیں کر دیتے۔ کہ "ہم مسلمان نہیں ہیں۔" نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے۔ ایسا کرنے کے لئے بڑی ہمّت کی ضرورت ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ تم چاہتے ہو کہ خُدا اس وجہ سے کہ ہم مسلمان ہیں بخش دے گا۔ لیکن اس خیال خام کو دل سے نکال دو۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو تم کرتے ہو۔ اس کا مزا ضرور ملے گا۔ جو کرتوت یہاں کر رہے ہو۔

خالد۔ (جس کے دل میں ایمان کی رمق موجود ہے) ضیاء صاحب میں آپ کے خیالات و جذبات کو قابلِ احترام سمجھتا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ ہی ایسی فضا تیار کر رہا ہے جس میں ہمارے اذہان مذہب سے دن بدن اچاٹ ہوتے جا رہے ہیں۔ نہ جانے ہماری یہ کشتی جس کا ناخدا نظر نہیں آتا۔ کہاں رُکے۔

نعیم۔ خالد صاحب بھی ہمارے ہاتھوں سے گئے۔ مولوی صاحب کا رنگ چڑھنا شروع ہو گیا کیا آپ پر خالد صاحب

خالد۔ سچائی اور حقیقت سے مُنہ موڑنا انصاف کو فروخت کرنے کے برابر ہے۔ اس حقیقت کو دُنیا کا کوئی بڑا آدمی جھوٹا نہیں کر سکتا کہ فلم نے ایسی برائیاں ہم میں پیدا کی ہیں۔ جو ناقابلِ فراموش ہیں۔ فلم دیکھنے کے بعد ہر فلم بین عشق کی پینگیں بڑھانے کی فکر کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ آپ آئے دن صفحاتِ قرطاس پر ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ کیا لڑکی کا فرار ہونا یا آشنا کے سامنے خاوند یا والدین سے مُنہ موڑ لینا اس چیز کا ثبوت نہیں ہے کہ فلم اپنے اندر زہرِ قاتل لئے ہوئے ہے۔ اور جو آہستہ آہستہ سوسائٹی میں سرایت کر رہا ہے۔

ضیاء۔ سنیما اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ عاشق پیدا کرنے کا ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جس میں بیحیائی اور بے شرمی کی تعلیم

دی جاتی ہے۔ آخر آپ جس شوق سے فلم بینی کرتے ہیں۔ اسی ولولہ سے مسجد میں کیوں نہیں جاتے۔ اور آخر قوم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ دن بدن رو بتنزل ہے۔

نعیم۔ آخر آپ ہر چیز کے تاریک پہلو پر ہی کیوں نظر کرتے ہو۔ اس کے روشن پہلو سے روگردانی کرنا کیوں شیوہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کے دونوں پہلوؤں پر نظر رکھیں۔

نسیم۔ نعیم صاحب اب کہی ہے کام کی بات۔ ہاں بھئی کیوں نہ ہو۔ آخر فلاسفی پڑھتے ہیں۔

نعیم۔ (مخاطب ہوتے ہوئے) فلم بینی کے نقائص کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد سے چشم پوشی کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ لوگ اس کے تاریک پہلوؤں کو اپنانے ہی میں مصر ہیں۔ ہر ذی ہوش انسان ہمیشہ روشن پہلو پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھ پر تو آج تک سنیما کا کوئی بُرا اثر نہیں پڑا۔ دوسرے فلم کی بدولت ہم دُنیا بھر کے لوگوں کے معاشرہ اور تہذیب کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور اپنا سکتے ہیں۔ اس کی بدولت نوجوانوں میں عمل کی رُوح پھونکی جا سکتی ہے۔

خالد۔ آپ پر فلم بینی کا اثر صرف اس قدر ہُوا ہے کہ آپ نماز اور روزے کے نزدیک نہیں جاتے۔ دوسرے آپ نے جو فرمایا ہے کہ ہم دوسروں کے معاشرہ اور تہذیب کو معلوم کر سکتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ اور تہذیب اس قدر صاف اور سُتھرا ہے کہ اگر اسے اپنا لیں تو لوگ انگشت بدنداں رہ جائیں۔ اس لئے ہمیں ان کی تہذیب کو اپنانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ جس قوم نے اپنا طرز ہی بُھلا دیا ہو وہ دوسروں کی تقلید میں ہمیشہ نقصان اُٹھائے گی۔ رہا نوجوانوں میں عمل کی رُوح پھونکنے کا اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کے کارناموں سے تاریخ کے صفحات پُر ہیں جن کا مطالعہ ہمیں مکمل سپاہی اور پیکرِ عمل بنا سکتا ہے۔ لیکن نعیم صاحب ہمارا ذہن اتنا گندہ ہو چکا ہے کہ بُری چیز میں اچھائی کے پہلو صرف اس وجہ سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ انصاف کی دست و بُرد سے بچ سکیں اور حقیقت کو جھٹلا سکیں۔

نسیم۔ نعیم صاحب دو مولویوں میں پھنس گئے ہو۔ اُن سے بچنے کی صورت نکالئے۔

ضیاء۔ نسیم صاحب آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ در اصل ہمارا فرنگی مرشد ہی ہمارے اذہان کا رُخ مادیت کی طرف مبذول کر گیا ہے۔ ہم وقتی لذت اور فائدے پر ابدی اور آخرت کے منافع کو قربان کر ڈالتے ہیں۔ انگریز نے ہمیں سنیما عنایت فرما کر نظرِ کرم فرمائی اور دل بہلانے کو وہ کھلونا مہیا کر گیا۔ جس نے ہمارے دلوں سے غیرتِ عثمانی اور بازوؤں سے طاقتِ فاروقی سلب کر کے رکھ دی۔ بیچارہ اقبالؒ بھی یہی روتا ہُوا سوئے عدم ہُوا ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

نعیم۔ آپ تو خواہ مخواہ فلم کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو۔

خالد۔ اس موضوع پر زیادہ گفتگو تو کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اتنا کہے بغیر رہا نہیں جا سکتا کہ اس بھانڈوں کے ادارہ نے ہماری ماں بہنوں کے سروں سے پردہ نوچ لیا ہے۔ ان کے دلوں سے شرم و حیا کو نکال پھینکا ہے۔ گستاخی اور بدتمیزی کا وہ سبق دیا ہے کہ آئندہ نسلیں اس پر تقلید کرنے پر فخر کریں گی۔ (طنزیہ) پکچر نے ہمیں بے غیرت اور بے حیا بنا دیا۔ یہ اسی کا کارنامہ ہے کہ آپ عصمت کے چیتھڑے فضا میں اُڑتے ہُوئے دیکھتے ہیں۔

ضیا۔ ہماری تہذیب اور معاشرہ کو پکچر دن بدن گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے۔ لیکن ہم آنکھیں بند کئے ہُوئے انجام سے بے خبر زندگی کے مقرر شدہ ایّام ایک ناکارہ اور اخلاق سوز مشغلے میں گنوا رہے ہیں۔ خدارا بتائیے تو سہی جس بچّے کو ماں کی لوری سپاہی بنا سکتی ہے اور ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ میں تبدیل کر سکتی ہے۔ تو کیا فلمی گانے بچوں کو عاشق زار مجنوں نہیں بنا سکتے۔ آج کئی ایک گانے ایسے زبان زد عام و خاص ہیں جن سے ہمارے معاشرے کی ترقی کا اخلاق کی بلندی کا معیار قائم کیا جا سکتا ہے۔

نسیم۔ ضیاء صاحب کیا اور لوگ اس قسم کی بُرائیوں کے متعلق جو فلم ہم میں پیدا کرتی ہیں نہیں سوچ سکتے۔ حالانکہ وہ آپ سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ بلکہ ہمارے پرنسپل صاحب تو فلم دیکھنے پر زور دیتے ہیں۔ اور کنسیشن مہیّا کرواتے ہیں۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرے کی تباہی میں مدد کر رہے ہیں۔

نعیم۔ کل ہمارے پروفیسر صاحب تو یہ بھی فرما رہے تھے۔ کہ ان مُلّاؤں نے مذہب کو مقیّد کر دیا ہے۔ اور ہر بات پر ٹوکنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ ایسی چیزوں کا اسلام سے دُور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ مثلاً بعض مُلّا ٹائپ یہ کہتے ہیں۔ کہ پاجامہ کو ٹخنوں سے اُوپر رکھنا چاہئے یا داڑھی رکھوانا چاہئے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن سے اسلام میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

ضیاء۔ دیکھتے جائیے آئندہ لوگ کیا کیا کہتے ہیں۔ اقبال مرحوم بالکل بجا فرما گئے ہیں ؎

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں !
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

بعض لوگ وسعت نظری کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب میں کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہو۔ اور یہ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ دُنیا مومن کے لئے قید خانہ کی مانند ہے۔ اور کافر کے لئے بہشت۔ اگر ہماری قوم کے معمار ہی مغرب کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور۔ وہ ہمارے بچّوں کو جن میں مستقبل پوشیدہ ہے۔ تاریک فضا میں محو پرواز ہیں۔ ہمارے اُستاد بچوں کے اذہان صیقل کرنے کی بجائے ان کو فلم بینی سے زنگ آلود کر رہے ہیں۔ اور پھر اس قدر جسارت کرنے کے باوجود ان لوگوں کو جو صراط مستقیم بتاتے ہیں۔ تنگ نظر مُلّا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ در اصل ہمارے سکول اور کالجوں کا طرز تعلیم ہی ناکارہ ہے۔ ان میں دینی سوجھ بوجھ پیدا کرنے کی بجائے انہیں مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا جاتا ہے۔

نعیم۔ کیا آپ لوگوں کا خیال ہے کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہیں (غصّے میں آکر)

ضیاء۔ کون کہتا ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمان تو ہیں لیکن راہِ مستقیم سے بھٹک گئے۔ ہم نے قرآن اور

ڈاکٹر محمد جمیل الرحمٰن صاحب

پیشکش

تدریس قرآن پاک کے بارہ میں چند ہفتے پیشتر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور نے جو پیش کش کی ہے۔ وہ ایک بہت بڑی خدمت ہے اُنہوں نے اپنے اُوپر تمام اخراجات اور اور تکالیف برداشت کرتے کی ذاتی قربانی کی نہایت اعلیٰ مثال پیش فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں صحیح راستہ اختیار کرنے اور اس نعمتِ غیر مترقبہ سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ در حقیقت ضرورت اسی چیز کی ہے۔ قرآن کریم جیسی مقدس اور اعلےٰ کتاب کو پہلے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ جس کی حقانیت کے مخالف بھی قائل ہیں۔ اسی بابرکت صحیفہ نے لوگوں کی انفرادی اور قومی ترقی اور برتری کا ذمّہ اُٹھایا ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی محرومی اور بدقسمتی ہے کہ اس کے حامل ہونے کے دعوے کرنے۔ اس کی عظمت کو جاننے اور اس کی اعلےٰ تعلیم کے محاصل اور نتائج کو جاننے کے باوجود ہم اسے پورے طور سے سمجھنے اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے سے کلیتہً قاصر ہیں۔ حالانکہ اس نے جابجا برحق اور مدلل دعوے کئے ہیں کہ اِنَّ ھٰذَ الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ۔ تحقیق قرآن پاک نہایت صحیح سیدھا اور مضبوط راستہ دینی و دنیوی کامیابی اور فلاح کا دکھاتا ہے۔ اسی کی پیروی ہی ہمیں دونوں جہانوں کی عزّتوں ترقیوں اور ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کردینے کی کفیل ہے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں کہ اس نسخۂ کیمیا کے ہوتے ہوئے ہم اس کی طرف اتنی بے رغبتی اور بے اعتنائی برت رہے ہیں اور نتیجہ کے طور پر ہم روز بروز قعرِ مذلت میں اپنے ہاتھوں اور اپنی کرتوتوں سے دھکیلے جا رہے ہیں۔ غیر اقوام کا تو یہ خیال ہے کہ جب تک "یہ چھوٹی سی کتاب (یعنے قرآن کریم) مسلمانوں کے پاس موجود ہے دُنیا کی کوئی طاقت انہیں نیچا نہیں دکھاسکتی"۔ لیکن ہم ہیں کہ خوابِ غفلت سے بیدار ہی نہیں ہوتے۔

اس کوتاہ بینی اور کم عقلی کا واحد علاج قرآنِ پاک کو کماحقہٗ، اپنے سینوں سے لگانے اس کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے اور اپنے سب چھوٹے بڑے امور میں اسی کو اپنا حکم تصوّر کرنے اور اپنی زندگی کو اسی کی تعلیم کی روشنی میں اور اس کے قانون کے سانچے میں ڈھالنے میں ہی مضمر ہے۔ جس سے ہماری ساری ذلتیں اور غفلتیں اور جملہ مرضیں دُور ہوسکتی ہیں۔ خواہ انفرادی طور پر ہوں۔ من حیث القوم۔ اس ذلّت سے نکل کر اوج ترقی پر اور عزّت کے اعلےٰ معیار پر صرف اسی کو اپنانے اور اسی پر عمل کرنے ہی سے فائز ہوسکتے ہیں۔ اس کی طرف صحیح اقدام حضرت مولانا صاحب مدّظلہ العالی نے اپنی ذاتی قربانی دے کر فرما دیا ہے۔ کہ اس کے معانی و مطالب اور مفہوم کو آپ کے کانوں اور ذہن تک پہنچانے کی انہوں نے پیشکش کر دی ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھانا یا پہلے کی طرح محروم رہنا ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پُورا پُورا فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضرت مولانا صاحب کی عمر صحت اور فیوضات میں برکت و ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی ضمن میں بندہ ایک نہایت اہم ارشادِ قرآنی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے چونکہ آج کل پاکستان کی حکومت کی باگ ڈور خداوند کریم کے لطفِ صمیم و فضل عمیم سے نہایت مضبوط۔ دانشمند اور دور اندیش ہاتھوں میں ہے۔ جنہوں نے اس تھوڑے سے عرصہ میں جو جد و جہد ہمارے معاشرے کی اصلاح و بہبود کے لئے کی ہے۔ اس کے بے حد مفید اور مطلب خیز نتائج اظہر من الشمس ہیں۔ علاوہ ازیں جنرل ایوب خاں صاحب بہادر بالقابہ کے اس ہدایت نامہ Directive سے بھی میری زیادہ ہمت بڑھی ہے جو صاحب ممدوح نے عوام کے نام بالعموم اور سرکاری ملازمان کے نام بالخصوص مورخہ ۱۹ر نومبر کو کراچی سے جاری فرمایا تھا۔ وہ ایک نہایت فرخندہ فال باب کے افتتاح کی نوید کا حامل تھا۔ صاحب فراست مسلمان کے لئے اس میں ایک خوش آیند مستقبل کی خوشخبری تھی۔ جس کے لئے مسلمانو کے دل نہ صرف آرزومند تھے بلکہ تڑپتے تھے اور بے چین تھے۔ در اصل یہ لب لباب ہے۔ ہمارے پاکستان کو حاصل کرنے کے دعاوی کا اور صحیح معنوں میں مسلمانانِ پاکستان کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہوا ہے۔ اس ڈائریکٹو کے فقرہ (پیرا) ۲ کا مفہوم تھا:۔

"اسلام میں عزت کا معیار حسب نسب اور عہدہ پر نہیں ہے۔ بلکہ صرف خوف خدا پر ہے۔" جو شخص اپنے امور میں خواہ وہ ذاتی ہوں یا سرکاری فرائض کی انجام دہی کے ہوں یا معاملات باہم دگر ہوں۔ جس نوعیت کے ہوں ان سب میں خوفِ خدا کو مدِّ نظر رکھتا ہے۔ تو صحیح ہے۔ ورنہ کسی قدر و منزلت کا نہیں۔ اس پر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ لفظ بلفظ ہو بہو ترجمانی ہے فرمان ایزدی کی جو سورہ حجرات میں بدیں الفاظ ارشاد فرمایا گیا ہے:۔ "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ؀"

ترجمہ۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف اور زیادہ بزرگ (باعزت) وُہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار (اللہ سے ڈرنے والا) ہے۔ تحقیق اللہ تعالےٰ خوب جاننے والا اور پُورا خبردار ہے۔

اس آیت پاک میں یہ بات صاف طور پر واضح فرما دی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک، نیکی، عزت، شرافت اور بزرگی کا معیار صرف تقوےٰ یعنی پرہیزگاری اور خوفِ خدا ہے۔ باقی تمام وجوہ جن کو آج موجب عزت و اکرام قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے ذات پات۔ خاندانیت۔ حسب نسب حکومت، امارت ریاست۔ عہدہ داری۔ جاگیرداری اور اعلےٰ قرابتداری وغیرہ کلھم پر یک قلم پانی پھیر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان موخر الذکر اسباب کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اس پر ناز و گھمنڈ محض دھوکہ اور بے بنیاد چیز ہے۔ یہ زریں اصول اور قوانین زندگی جو اس کتاب حکیم و مبین کی مختصر سی میں کوزے میں دریا کی طرح بند کردیئے گئے ہیں اور جن کو سمجھنے والوں کے لئے بے حد آسان بھی بنا دیا گیا ہے۔ (ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر) حرف

سونے سے لکھنے کے قابل ہی نہیں، بلکہ لوح دل پر لکھنے اور عمل کرنے کے لئے ہیں (جیسے حضرت مولانا فرمایا کرتے ہیں)

کون کہہ سکتا تھا کہ اس پاکستان میں وہ وقت بھی آسکتا یا کسی کے دماغ میں ایسے وقت کے امکان کا تصور بھی ہو سکتا تھا کہ صدر مملکت کی تقریر قرآن حکیم کے ارفع عالی مضامین کی تشریح و ترجمانی کرے گی جبکہ ہمارا تلخ تجربہ یہ تھا کہ ہم سب کے سب (الا ماشاءاللہ) قرآن و حدیث کی بتائی ہوئی راہوں سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ اور ان ضوابط و اصولوں کو فرسودہ اور ناقابل عمل خیال کرنے کی جرأت کرتے تھے۔

فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم مایوس لوگوں کو پھر زندگی بخشنے کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں اور صحیح روح پھونکنے کے لئے ایسے نا امیدی کے گئے گزرے وقت میں ایسے مرد مجاہد کھڑے کر دیئے ہیں جو گفتار اور کردار دونوں کے بفضلہ غازی ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر مجھے ایسی جرأت ہوئی ہے کہ اس دور میں کہ پاکستان کی تاریخ میں شاید ہی اس سے کوئی بہتر موقع آئے کہ میں آپ کی توجہ حسب ذیل فرمان خداوندی کی طرف مبذول کراسکوں۔ وہ ارشاد گرامی یہ ہے: - وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○

(سورہ انفال رکوع ۸)

ترجمہ۔ اور ان دشمنوں (کافروں کے شر سے محفوظ رہنے) کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت (ہتھیار) سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست اور تیار رکھو۔ اس کے ذریعہ تم رعب جمائے رکھو (دھاک بٹھائے رکھو) اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر جن کو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالےٰ ہی ان کو جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں جو کہ تم خرچ کروگے (فراہمی سامان و اسلحہ سواری وغیرہ) وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا۔ اور کسی قسم کی کمی نہ کی جائیگی۔

اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل میں ہر مسلمان کلمہ گو جو اپنے آپ کو اسلام کا حلقہ بگوش تصور کرتا ہے اسلام کی فوج کا ریزرو سپاہی ہے۔ اور قربان جائیے اس نہایت پر مغز معانی خیز الفاظ کی خوبصورتی کے جن میں احکم الحاکمین اپنے بندوں کو فوجی کیل کانٹوں سے حتی المقدور ہر وقت لیس رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

قوت کے معانی مفسروں نے حدیث پاک کی روشنی میں اپنے اپنے وقت کے آلات حرب لئے ہیں۔ جس وقت یہ پاک آیت یہ قوم کی محافظت کے اصولوں پر روشنی ڈالنے والی بے بہا اور بیش بہا آیت نازل ہوئی تھی اُس وقت قوت سے مراد تیر اندازی تھی۔ اور سواری اس وقت گھوڑے تھے تو ان سے یہی مراد تھے۔

ہر زمانے میں تازہ ترین آلات حرب اور ذرائع رسل رسائل پر اس کا اطلاق ہے جدید یعنے ماڈرن آلات حرب میں آج کل ہر قسم کی بندوقیں رائفلیں۔ برین گنیں سٹین گنیں مشین گنیں اور بم۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم وغیرہ وغیرہ اور سواری کے لئے موٹریں۔ جیپیں۔ ٹینک۔ ہوائی جہاز مع اپنے نئے برق رفتار موجودہ اقسام کے اور فوج بردار ہوائی جہاز۔ الغرض ہر قسم کے آلات حرب جدیدہ، سے مسلمانوں کو ہر وقت لیس رہنا فرض قرار دے دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے حد امکان میں ہو۔ آیت پاک میں ایسی وسعت اور لچک اور گنجائش موجود ہے۔ کہ ہر زمانے کے بہترین رائج الوقت آلات جس کی طاقت اور مقدور ہو۔ ان کا استعمال اور مشق اور ہر طرح سے ان کی واقفیت پیدا کرنا اور ان سے مسلح رہنا ہمارا فرض ہے۔ اس سے ہماری اپنی حفاظت اور مضبوطی کے علاوہ دھاک بندھنے کی حکمت اس سے وابستہ فرما دی ہے کہ جن اعداء جن کو ہمارے قاصر دماغوں اور ذہنوں میں تصور نہیں آسکتا اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں بھی ہمارا رعب اور سکہ بٹھانے کا انتظام فرما دیا ہے۔ جو ہمارے ہی مفاد کے لئے ہے ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوا۔ ارشاد عالی کی تعمیل میں ثواب کا پہلو تو یقیناً حاصل ہوگا اور اپنی مضبوطی اور حفاظت ضمناً ہماری دنیاوی پوزیشن اور اثر کو برقرار رکھنے کی ضامن ہو جائے گی۔ اس کی مصلحتوں کا شمار تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک یا اس کے علماء کے ذہن میں ہوگا۔ لیکن بظاہر ایسا بے انتہا مفید مطلب اور عملی طور پر کار آمد اصول بتایا گیا ہے۔ جس کی تعمیل ہی ہمارے لئے دنیوی اور اُخروی عزت اور وقار کے علاوہ ترقی اور حصول محاسن کا باعث ہے۔

اس سلسلہ میں میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر ہماری موجودہ مخلص مستعد ذی شعور اور پاکستان کی صحیح معنوں میں خیر خواہ اور محافظ حکومت کوئی ایسا سہل طریقہ جاری فرما دے جیسے نیشنل گارڈ کی تشکیل یا کوئی اور رضاکاروں کی ترتیب یا کوئی اور ایسا باقاعدہ سلسلہ جس سے عوام (یعنی اسلام کے ریزرو سپاہیوں) کو اپنے ایک فریضہ کی تعمیل نصیب ہو اور جدید اسلحہ سے روشناس اور ان کے استعمال کی مشق کرنا میسّر ہو۔ قواعد پریڈ ملٹری کی مشق وغیرہ۔

یہ ایک اسلام کی نہایت اعلےٰ پایہ کی دینی خدمت ہوگی۔ اور ساتھ ساتھ ملکی اور شہری خدمت اور فرائض کی بطریق احسن انجام دہی ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله الکریم۔

(بقیہ چہل حدیث صفحہ ۱۴ سے آگے)

پر محبت کے ساتھ عمل کرے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ لیکن اکثر کتابوں میں اس کے لئے ترکیبیں اور وظیفے لکھے ہیں۔ فقیر بھی ایک دعا مفید سمجھ کر عرض کرتا ہے۔ اگر ہزار آدمیوں میں سے ایک کے لئے بھی اس ذریعہ سے یہ دولت حاصل ہوگئی تو عاجز کے لئے سعادت دارین کا سبب ہوگا۔

دُعا

(اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ رُؤْیَةَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ بَشِیْرٍ نَذِیْرٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

یہ دعا چاند کی پہلی تاریخ سے شروع کرکے سات روز تک عشاء کے بعد تین سو مرتبہ پڑھے پھر چھوڑ دے۔ دوسرے مہینے میں اسی طرح پھر سات روز پڑھے اور چھوڑ دے۔ تیسرے مہینے پھر اسی طرح سات روز پڑھے۔ انشاءاللہ تعالےٰ اس تین ماہ کی مدت میں زیارت نصیب ہوگی۔

(باقی آئندہ)

بچّوں کا صفحہ

اللہ کے نیک بندوں کا اکرام

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

ابو اسحٰق ابراہیم بن ابی ہلال میر منشی فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ وزیر ابو محمد مہلبی کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ دربان نے آکر اطلاع دی کہ سیّد شریف مرتضیٰ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ وزیر صاحب نے اجازت دے دی۔ جب شریف مرتضےٰ اندر آگئے تو وزیر صاحب کھڑے ہوئے اور اعزاز و اکرام سے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ ان سے باتیں کیں اور جب وہ جانے لگے تو کھڑے ہو کر بڑے ادب کے ساتھ ان کو رُخصت کیا۔ ان کو گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دربان نے آکر اطلاع دی کہ ان کے چھوٹے بھائی سیّد شریف رضی حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ وزیر صاحب اُس وقت کچھ لکھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ اُس پرچہ کو جلدی سے ڈال کر اُٹھے اور دروازے تک حیرت زدہ سے ہو کر گئے۔ اور ان کا ہاتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پکڑا۔ ان کو اپنے ساتھ لا کر اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور خود تواضع سے ان کے سامنے بیٹھے۔ اور بات چیت بڑی توجہ سے کرتے رہے اور جب وہ اُٹھ کر جانے لگے تو دروازے تک اُن کو پہنچانے گئے۔ اور واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اُس وقت تو وزیر صاحب کے پاس مجمع تھا۔ میری کچھ پوچھنے کی ہمّت نہ ہوئی۔ جب مجمع کم ہو گیا تو مَیں نے وزیر صاحب سے عرض کیا کہ مَیں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ وزیر صاحب نے کہا۔ ضرور اجازت ہے۔ اور غالباً تم یہ پوچھوگے کہ مَیں نے چھوٹے بھائی کا جتنا اکرام کیا اُتنا بڑے کا نہیں کیا۔ حالانکہ وہ علم اور عمر دونوں میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ مَیں نے کہا۔ یہی سوال ہے۔ وزیر صاحب نے کہا۔ سُنو۔ ہم نے ایک نہر کھودنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے قریب شریف مرتضےٰ کی زمین بھی تھی جس کی وجہ سے اُس نہر کے مصارف میں سولہ درم کے قریب حصہ رسد اُن کے ذمہ بھی پڑے تھے۔ اُنہوں نے مجھے کئی مرتبہ پرچہ لکھا کہ اُس میں سے کچھ کم کردوں۔ اتنی ذرا سی رقم کے لئے بار بار وہ مجھ سے سوال کرتے رہے اور سید رضی کے متعلق مجھے معلوم ہُوا۔ کہ اُن کے گھر لڑکا پیدا ہُوا۔ مَیں نے اس کی خوشی میں اور ان کی ضرورت کا خیال کر کے ایک خوانچے میں سَو دینار (اشرفیاں) اُن کی خدمت میں بھیجے۔ اُنہوں نے واپس کر دیئے اور یہ کہلا کر بھیجا کہ وزیر صاحب سے (شکریہ کے بعد) کہدیں کہ مَیں لوگوں کی عطائیں قبول نہیں کرتا (اللہ کا شکر ہے میری ضرورت کے بقدر میرے پاس موجود ہے) مَیں نے پھر دوبارہ وہ خوان بھیجا کہ یہ دایہ وغیرہ کام کرنے والی عورتوں کے لئے بھیجا ہے۔ انہوں نے پھر واپس کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ میرے گھر کی عورتیں بھی دوسروں سے لینے کی عادی نہیں ہیں۔ مَیں نے تیسری مرتبہ پھر بھیجا اور یہ عرض کیا کہ جناب کے پاس جو طلبہ رہتے ہیں یہ ان کے لئے ہے۔ فرمایا بڑی خوشی سے۔ اور وہ خوان طلبہ کے درمیان رکھوا دیا۔ کہ جس کو جتنی ضرورت ہو لے لے۔

شریف رضی کے ہاں طلبہ کا بڑا مجمع رہتا تھا۔ ایک مکان اُنہوں نے طلبہ کے رہنے کے لئے بنا رکھا تھا۔ جس کا نام دار العلوم رکھا تھا۔ اس میں یہ طلبہ رہتے تھے۔ اور اُن کی ضروریات کا شریف رضی کی طرف سے انتظام تھا۔ یہ خوان دار العلوم میں رکھا گیا۔ لیکن طلبہ میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی۔ سوائے ایک طالب علم کے جس نے اُٹھ کر خوان میں سے ایک دینار نکالا اور اس کو وہیں توڑ کر ذرا سا کونہ اس کا اپنے پاس رکھ لیا۔ اور باقی حصہ اُسی خوان میں ڈال دیا۔ شریف رضی نے اُس طالب علم سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ ذرا سی مقدار کس کام کے واسطے درکار تھی۔ اس نے عرض کیا کہ ایک رات میرے پاس چراغ میں جلانے کو تیل نہیں تھا۔ خزانچی صاحب ملے نہیں۔ مَیں فلاں دُکاندار سے تیل قرض لایا تھا۔ یہ اس کا قرضہ ادا کرنا ہے۔ شریف رضی نے یہ سُن کر طلبہ کی تعداد کے موافق اپنے خزانہ کی کنجیاں بنوائیں اور ہر ایک طالب علم کو ایک ایک کنجی خزانہ کی دے دی کہ جس کو جب بھی جتنی ضرورت ہو لے لے۔ خزانچی صاحب سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اور اُس خوان کو اس حال میں کہ ایک دینار اُس میں سے ذرا سا ٹوٹا ہُوا تھا۔ واپس کر دیا۔ یہ قصّہ سُنا کر وزیر صاحب نے کہا۔ کہ تم ہی بتاؤ کہ مَیں ایسے شخص کا اکرام کیونکر نہ کروں۔ (اتحاف)

(بقیہ۔ چند دوستوں کا لمحہ فکر صفحہ ۱۶ سے آگے)

حدیث کو اپنا کر چھوڑ دیا۔ جس وقت قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے تو قیصرؔ و کسریٰ اور سرزمین و شام و ایران ہمارے قدم چومنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اور جس وقت ہم نے قرآن کو پس پشت ڈالا تو ہمارے زوال کا آغاز ہو گیا۔ ہم غلام ہوئے اور آزادی کو بھول گئے۔ اس آزادی میں ہمارے اذہان اتنے پراگندہ ہوئے کہ اپنا طرز و راستہ ہی بھول گئے۔ تقلید کو شعار بنا لیا۔ یاد رکھو اب قدرت نے ہمیں آزادی سے روشناس کرایا ہے۔ خدارا اس نعمت کا احترام کیجئے۔

نسیم۔ (ہنس کر) مولوی صاحب بہت کچھ سُن چکے۔ اب اجازت دیجئے وقت کافی ہو چکا ہے۔ فلم بھی جانا ہے۔ معاف کرنا کافی تکلیف دی آپ کو۔

نعیم و نسیم اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور خالد و ضیا بھی مسجد کا رُخ لیتے ہیں۔ مسجد سے اذان کی صدا بلند ہو رہی۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط [illegible]

خدام الدین لاہور

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۱۱/ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
(مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ
ایل نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا